تیسرا ایڈیشن مزید تنقیح کے ساتھ

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک

مع منتخب مسائل نماز

مُرتّب
محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری
استاذ مدرسہ مظہر العلوم بنارس

نظرِ ثانی

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب قاسمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث و مفتی جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ (صحيح البخاري)

جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اُسی طرح نماز پڑھا کرو

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک

مع

منتخب مسائلِ نماز

مرتب

محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

استاذ مدرسہ مظہر العلوم بنارس

نظر ثانی

حضرت مولانا مفتی محمد امین قاسمی صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث ومفتی جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڑھ

تفصیلات

نام کتاب: تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک

مع منتخب مسائل نماز

مرتب: محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

صفحات: (۱۲۰)

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۸ء

طبع ثانی: ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۰۱۹ء

طبع ثالث: ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۲ء

قیمت: ۱۴۰/ روپئے

ناشر: قاسمی پرنٹس مئوناتھ بھنجن

رابطہ از مرتب: 9368607172

ملنے کے پتے:

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڑھ۔ مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن

قاسمی کتب خانہ، ابراہیم پور، مبارکپور۔ المعارف دارالمطالعہ پورہ معروف، مئو

فہرست مضامین

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائلِ نماز

نظر ثانی ودعائیہ کلمات

نمونۂ سلف حضرت مولانا مفتی محمد امین قاسمی، مبارکپوری صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث ومفتی جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز دین کا ستون اور عبادتوں میں مہتم بالشان عبادت ہے، اس عظیم عبادت کا تقاضا ہے کہ متعلقہ فضائل ومسائل کا علم حاصل کیا جائے، تاکہ بطریقۂ احسن اسے انجام دیا جاسکے، اس کے لیے باقاعدہ علمائے امت وفقہائے ملت نے بڑی کوششیں کیں، چناں چہ اس کے فضائل کا کثیر مجموعہ مختلف زبانوں میں پایا جاتا ہے، جب کہ اس کے مسائل وطریقۂ ادا پر اتنا لکھا گیا ہے کہ اس کا شاندار وزریں مکتبہ موجود ہے، لیکن پھر بھی دن میں پانچ مرتبہ ادا کی جانے والی اس عبادت میں بہت زیادہ سستی کے ساتھ اس کے طریقۂ ادا ودیگر متعلقہ مسائل سے لاعلمی عام طور سے پائی جاتی ہے۔

ہمارے لئے بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے جامعہ کے نوجوان عالم دین حضرت مولانا شاکر عمیر قاسمی معروفی مظاہری صاحب۔جن کو خدا تعالی نے تقریر وتحریر سے لے کر مختلف علوم وفنون میں وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ نے اس جانب توجہ فرمائی اور اس تعلق سے بڑی ہی عمدہ وشاندار کتاب مرتب فرمادی، جس میں ابتداء سے لے کر انتہا تک مع متعلقہ اہم مسائل کو جمع کردیا، کتاب اپنے موضوع پر جامع ہے، مسائل نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ باحوالہ جمع کیے گئے ہیں، جس سے مولانا کی محنت وخدمت کا جذبہ اُبلتا ہے۔

بندہ نے کتاب کو از اول تا آخر حرفاً حرفاً پڑھا، ماشاء اللہ بہت مفید اور عمدہ پایا، مسائل کو جمع کرنے میں نہایت اہتمام سے کام لیا گیا ہے، اِس کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر مسئلہ باحوالہ رہے، اس کے لیے جدید وقدیم دونوں طرح کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، اور تقریباً اُن تمام مسائل کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے جو عموماً پیش آتے ہیں، میں اس بابرکت خدمت پر مولانا کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق دے کر دارین کی سعادت سے مالامال فرمائے، آمین۔

محمد امین غفرلہ ۱۱/۶/۱۴۳۹ھ

تقریظ

قائدِ قوم وملت حضرت مولانا مفتی محمد یاسر قاسمی مبارک پوری صاحب مدظلہ العالی
ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد!

نماز ارکان اسلام میں سب سے اہم رکن ہے، جو مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے، جس میں حضرت محمد ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، جس کا پڑھنا سعادت دارین کا ذریعہ ہے، نہ پڑھنا موجب حرمان اور باعث خسران ہے، جس کی پابندی مطلوب ومحمود ہے، جو قبر میں روشنی اور پل صراط کا نور ہے، مرنے کے بعد سب سے پہلے نماز کا ہی حساب دینا ہے، مگر وہی نماز معتبر ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہوگی۔

آج کل عمومی طور پر لوگوں میں نماز کے تعلق سے سستی ولاپرواہی پائی جاتی ہے، اس کے طریقۂ ادا کا علم بھی بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے، علاوہ ازیں بے شمار کمیاں وکوتاہیاں ہم سے اور آپ سے نماز کے اندر ہو جاتی ہیں، جس کے دور کرنے کی سخت ضرورت ہے، ہمارے لیے مقامِ خوشی ہے کہ ہمارے جامعہ کے جید الاستعداد جواں سال استاذ، گرامی قدر مولانا شاکر عمیر معروفی صاحب نے اس جانب توجہ فرمائی اور اس تعلق سے بڑی عمدہ کتاب ترتیب دی، جس میں انہوں نے نماز کے مسنون طریقہ کے علاوہ وقتاً فوقتاً پیش آنے والے مختلف مسائلِ نماز کو بھی سلیقہ اور مستند حوالوں کے ساتھ ذکر کردیا ہے، جس سے کتاب نہایت مفید اور تمام مسلمانوں کی ضرورت بن گئی ہے، ائمہ حضرات، مساجد میں اس کتاب کو سنانے کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

اللہ رب العزت مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کی سعادت سے نوازے اور مزید علمی تصنیفات کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

محمد یاسر القاسمی

کلماتِ تشجیع

حضرت مولانا نوشاد رمضان قاسمی معروفی صاحب زید مجدہم
استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام اس شاہراہِ حیات کا نام ہے، جس پر انسان احکام الٰہی کی منور کرنوں اور فرمودات نبوی کی روشن قندیلوں کے سہارے عازمِ سفر ہوتا ہے، حلال وحرام، جائز وناجائز، روا اور ناروا کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات وآداب کی رعایت کرتے ہوئے انتہائی منضبط زندگی گزارتا ہے۔

مقام خوشی ہے کہ دیار پورب کے ایک قدیم، معتبر اور مثالی ادارہ جامعہ عربیہ احیاء العلوم کے استاذ حدیث برادر گرامی قدر مولانا شاکر عمیر معروفی صاحب نے نماز کے احکام ومسائل کو از اول تا آخر بڑے شرح وبسط اور انتہائی تشریح ووضاحت کے ساتھ فقہ اسلام کی معتبر کتابوں کے حوالہ سے مرتب فرمایا ہے، مولانا سابق میں جامعہ ہذا کے ناظم تعلیمات بھی رہ چکے ہیں، مگر اب اپنے علمی مشاغل کی بنا پر اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوکر خالص تدریس وتصنیف میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔

موصوف پورہ معروف مئو کے ایک علمی ودینی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور سنہ ۲۰۰۶ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد محدث خبیر ناقد بصیر حضرت مولانا زین العابدین معروفیؒ کی خدمت میں تخصص فی الحدیث کے لئے پہنچے، اس عبقری شخصیت نے اپنی مثالی تربیت سے ان کے پوشیدہ جوہر کو اجاگر کرکے ان کی علمی صلاحیت اور فنی لیاقت کو قابلِ اعتماد اور ان کے تحقیقی مزاج ومذاق کو لائق استناد بنادیا۔

ان کے قلمِ گہر بار سے اب تک بہت سے علمی کارنامے وجود میں آچکے ہیں، زیر نظر کتاب ''تکبیر تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائل نماز'' پر دلی مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کرتے ہیں اور بارگاہ الٰہی میں اس کی مقبولیت اور عام مسلمانوں کے حق میں اس کی نافعیت کی دعا کے ساتھ مستقبل میں مزید علمی تصانیف اور تحقیقی کارناموں کے منتظر ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

نوشاد احمد معروفی، مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو

۲۸ جمادی الاولی ۱۴۳۹ھ، ۱۵ فروری ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سخنِ طبعِ ثالث

جس تیزی کے ساتھ میری اس کتاب کے مطالبات بڑھ رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی لوگوں میں اپنی عبادتوں بالخصوص نماز کی اصلاح کی فکر باقی ہے، وقتاً فوقتاً لوگ فون پر، بسا اوقات ملاقات پر، کبھی میسیج کے ذریعہ اس کتاب کے نئے ایڈیشن کے متعلق معلوم کرتے رہتے ہیں، چوں کہ دوسرے ایڈیشن کے ختم ہوجانے کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے تیسرے ایڈیشن کے شائع ہونے میں کافی وقت لگ گیا، اب ان شاء اللہ بہت جلد یہ کتاب خواہشمند حضرات کے ہاتھوں میں ہوگی اور ان کی روح کی تسکین کا سامان مہیا کرے گی، اللہ رب العزت میری اس حقیر سعی کو میری نجات کا اور آخرت کی ناکامی سے حفاظت کا ذریعہ بنائے، آپ سب حضرات سے بس ایک ہی التجا ہے کہ میرے لئے دارین میں عافیت کی دعا فرماتے رہیں۔

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ لوگوں نے اس کتاب کو اپنی ضرورت سمجھ کر ہاتھوں ہاتھ لیا اور روز بروز اس کے مطالبات بڑھتے رہے اور اس کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل لوگ رابطے کر رہے ہیں، مزید مولیٰ کا شکر یہ کہ بہت ساری مساجد میں اس کتاب کی باقاعدہ نماز کے بعد تعلیم ہو رہی ہے، جس کو سن کر مصلیان اپنی نمازوں کی کمیوں کو دور کرکے صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق ادا کرنے کوشش وفکر کر رہے ہیں۔

اس طبعِ ثالث میں مسائل کی مزید تنقیح کی گئی ہے اور حسب ضرورت معمولی حذف واضافہ کیا گیا ہے، بعض کتابت کی غلطیوں کی بھی اصلاح کی گئی ہے۔

نوٹ: ''مسنون نماز کا مکمل طریقہ'' بیان کرتے ہوئے ضمناً بہت سے نہایت اہم اہم مسائل بھی مذکور ہیں، طوالت کے خوف سے جن کا فہرست میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

اعترافِ حقیقت

بہت دنوں سے اس جیسی کتاب لکھنے کا ارادہ ذہن میں تھا، مگر لکھ نہ سکا، کئی بار حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ''نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے'' اور حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب مدظلہ العالی کے افادات ''نماز کی بعض اہم کوتاہیاں'' کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا، ایک مرتبہ کسی مسئلہ کے تعلق سے مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب مدظلہ العالی کی ''کتاب المسائل'' کی ورق گردانی کے دوران ایک عنوان ''نماز کا مسنون طریقہ'' پر نظر پڑی تو اس کے مشمولات کو بغور مطالعہ کیا، اچھا اور عمدہ محسوس ہوا تو اسی وقت عزم مصمم کر کے اٹھا کہ ان شاء اللہ اسی طرز پر کتاب لکھنی ہے، بالآخر اپنی اس کتاب میں عنوان ''جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں'' سے لے کر ''سلام'' تک نماز کے بہت سارے مسائل اسی کتاب سے اخذ کر کے محولہ کتابوں کی مراجعت کے بعد اصل کتابوں کے حوالے نقل کردئے گے ہیں۔

بقیہ جن عربی و اردو کتابوں سے مسائل لئے گئے ہیں ہر مسئلہ کے ختم پر ان کتابوں کے نام درج کردئے گئے ہیں۔

شروع شروع میں ارادہ صرف تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک کے ارکانِ نماز ادا کرنے کے طریقوں اور ہیئت کو نہایت مختصر پاکٹ سائز کتابچہ کی شکل میں لکھنے کا تھا، جس کی وجہ سے کتاب کا نام ''تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک'' تجویز کیا گیا تھا، بعد میں بعض مخلص احباب کے مشوروں سے پیش آمدہ کثیر الوقوع مسائلِ نماز کو بھی لکھ دیا گیا، جس کی وجہ سے نام میں حذف تو نہیں البتہ اضافہ کردیا گیا اور مکمل نام ''تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائلِ نماز'' رکھ دیا گیا۔

آپ جملہ قارئین کرام سے آخرت میں نجات کی دعا کی درخواست ہے۔

محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

کتاب لکھنے کے چند محرّکات

(۱) نماز کے موضوع پر بہت ساری کتابیں لکھی جاچکی ہیں، مگر عموماً جس علاقہ میں جو کتاب لکھی جاتی ہے وہاں کے لوگ اسے بآسانی حاصل کرلیتے ہیں جب کہ دوسری جگہوں کے بہت سے لوگوں کو اس کتاب کا علم تک بھی نہیں ہوپاتا، اس لئے میں نے خصوصاً اپنے علاقہ اور اطراف وجوانب کے لوگوں کی آسانی کی خاطر اور عموماً ہر مسلمان شخص کی راہنمائی کے ارادہ سے یہ کتاب مرتب کی ہے۔

(۲) کثرت کے ساتھ نماز کے جو مسائل پیش آتے رہتے ہیں، جن کے بارے میں سوالات بھی خوب ذہنوں میں گردش کرتے رہتے ہیں اور بہت سے لوگ پوچھتے بھی ہیں ان کے حل کے لئے اور جن مکروہات وممنوعات میں عموماً لوگ مبتلا رہتے ہیں ان سے باز رکھنے کے لئے ذہن اس کتاب کے لکھنے پر آمادہ ہوا۔

(۳) اکثر مساجد میں عموماً حفاظ وقراء حضرات ہی امامت کا فریضہ انجام دیتے ہیں جن میں سے بہتوں کو نماز کے صحیح طریقہ کا اور مکروہ ولغو فعل کے ارتکاب کا علم بھی نہیں رہتا، جس کی وجہ سے نمازیں مسلسل ناقص ادا ہوتی رہتی ہیں، بایں وجہ دل میں اس کتاب کے لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا کہ ممکن ہے کہ یہ ان تک پہنچ کر بہتر طریقہ سے نماز ادا کرنے کا سبب بنے۔

(۴) جب مدارس کے کثیر طلبہ اور بہت سے علما کا ترکِ سنن کی عادت اور مستحبات کو اک دم نظر انداز کردینے اور لغو وعبث فعل کے ارتکاب کی کثرت دیکھی تو یہ بات ذہن میں آئی کہ جب پڑھے لکھے لوگوں کا یہ حال ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا؟ میں نے سوچا کہ کتاب کی شکل میں ان کمیوں کی اصلاح کی یہ ادنیٰ سی کوشش ممکن ہے نفع بخش ثابت ہو۔

(۵) لکھنے سے لکھنے والے کو بھی بہت سے ایسے، نئے مسائل کا علم ہوجاتا ہے، جن کا پہلے سے علم نہیں ہوتا، کیوں کہ کہنا آسان ہے، لکھنا بڑا مشکل اور ذمہ داری کا کام ہے، جس کے لئے مختلف کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے، چنانچہ میں نے اپنا فائدہ بھی سامنے رکھ کر اس کتاب کو مرتب کیا ہے، اللہ کرے میرے اندر کی بھی خامیوں کے دور ہونے کا سبب بنے اور "بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً" پر بھی عمل ہوجائے۔

☆☆☆☆☆

معمولی توجہ سے ہماری نمازیں سنت کے مطابق ہوسکتی ہیں

نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں مہتم بالشان عبادت ہے، جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے، اسلام کا شعار اور ایمان کی علامت ہے، قرآن کریم واحادیث مبارکہ میں جگہ جگہ اس کو قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور نہ پڑھنے پر شدید وعیدیں سنائی گئی ہیں، نماز کے اس قدر مہتم بالشان فریضہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا ہے جو جمعہ، عیدین، شبِ براءت، رمضان اور اپنے گھرانے کے کسی فرد کے انتقال کے مواقع کے علاوہ اس سے بالکل ہی غافل ہے اور مسلمانوں کا دوسرا طبقہ ایسا ہے جو نماز تو پڑھتا ہے لیکن پابندی سے نہیں پڑھتا، ان کے علاوہ نماز کے پابند حضرات میں اکثر ایسے لوگ ہوتے ہیں جو نماز کے طریقہ سے واقف ہی نہیں ہوتے، بلکہ اچھے خاصے تعلیم یافتہ اور پڑھے لکھے لوگوں سے بھی نماز کے مسنون طریقہ میں بہت ساری کوتاہیاں ہوتی نظر آتی ہیں اور کثرت کے ساتھ مکروہات ولغو حرکات کا ارتکاب دیکھنے میں آتا ہے، جس کی وجہ سے ہماری نمازیں بے جان اور کھوکھلی ادا ہوتی ہیں اور سنت کے انوار وبرکات سے محرومی کا سبب بنتی ہیں، حالاں کہ نماز کو سنت کے مطابق ادا کرنے میں نہ وقت زیاہ خرچ ہوتا ہے اور نہ ہی محنت زیادہ صرف کرنی پڑتی ہے، بلکہ تھوڑی بہت توجہ کی بات ہے، ان شاء اللہ اتنے ہی وقت میں ہماری نمازیں سنت کے مطابق ادا ہونے لگیں گی اور پورے اجر وثواب کے ساتھ ساتھ ہم اس کے انوار وبرکات سے بھی مالا مال ہونے لگیں گے۔

سستی کے ساتھ نماز پڑھنا منافقانہ عمل ہے

قرآن کریم میں منافقوں کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوْا كُسَالٰى. [النساء: ۱٤۲]

ترجمہ: (منافقین) جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی کاہلی اور بے دلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ ذوق وشوق سے راضی وخوشی پوری

رغبت ودلچسپی کے ساتھ نماز میں کھڑا ہواور یقین جانے کہ اس کی آواز اللہ تعالیٰ سنتے ہیں، اس کی طلب ودرخواست پوری کرنے کو خدا تعالیٰ تیار ہیں۔ (مستفاد از: تعلیمی درس قرآن ا/۶۵۷۔۶۵۸)

خشوع کے ساتھ نماز پڑھنا مؤمنانہ صفت ہے

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کامیابی پانے والے مومنین کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی کچھ صفتیں بیان کی ہیں جن میں سے پہلی صفت خشوع وخضوع سے نماز پڑھنا بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ". [المؤمنون: ١۔٢]

ترجمہ: مؤمن لوگ کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔

حضرت جبیر بن نفیرؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا: "إِنْ شِئْتَ لَأُحَدِّثَنَّكَ بِأَوَّلِ عِلْمٍ يُرْفَعُ مِنَ النَّاسِ الْخُشُوْعُ، يُوْشِكُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَلَا تَرىٰ فِيْهِ رَجُلاً خَاشِعًا". [سنن الترمذي]

ترجمہ: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھالیا جائے گا، وہ خشوع ہے، چنانچہ تم مسجد میں داخل ہوکر دیکھو گے تو کوئی ایک بھی خشوع کی صفت سے متصف نظر نہیں آئے گا۔

لہٰذا ہمیں خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

سنن ومستحبات کی رعایت نہ کرنے کا انجام

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ کا فرمان ہے: "مَنْ تَهَاوَنَ بَالْأَدَبِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ السُّنَنِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالسُّنَنِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْفَرَائِضِ، وَمَنْ تَهَاوَنَ بِالْفَرَائِضِ عُوْقِبَ بِحِرْمَانِ الْمَعْرِفَةِ". (شعب الإيمان ٤/٥٥٩، رقم: ٣٠١٧، مدارج السالكين ٢/٣٦٠)

یعنی جس نے آداب ومستحبات کو حقیر سمجھ کر چھوڑ دیا تو اس کی سزا سنتِ مؤکدہ سے محرومی ہے اور جو شخص سنتِ مؤکدہ کو معمولی سمجھ کر چھوڑے گا تو اسے فرائض سے محرومی کی سزا

دیجائے گی اور جو شخص فرائض کو بھی معمولی سمجھ کر ترک کرے گا تو (خطرہ ہے کہ) معرفتِ ایمان سے محروم کردیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک طویل روایت میں ہے: "وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ"، یعنی اگر تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مسلم، ابوداؤد وغیرہ)

نماز نمازی کو دعا بھی دیتی ہے اور بددعا بھی

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص نماز کو اس کے وقت پر پڑھے، وضو اچھی طرح کرے اور قیام، قرأت، رکوع اور سجدے کامل طور پر ادا کرے تو نماز اس کو دعا دیتی ہے کہ "حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَنِي" یعنی اللہ تمہاری حفاظت کرے جیسے تم نے میری حفاظت کی، پھر آسمان کی طرف اس حال میں جاتی ہے کہ اس کے لئے نور روشنی ہوتی ہے، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور نماز اللہ تک پہنچ کر نمازی کے لئے سفارش کرتی ہے اور جو شخص بے وقت پڑھے، وضو اچھی طرح نہ کرے، قیام وقرأت، رکوع اور سجدہ بھی مکمل طور پر ادا نہ کرے تو اس کی وہ نماز بددعا دیتی ہے کہ: "ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِي" یعنی اللہ تجھے بھی ایسے ہی ضائع وبرباد کرے جیسے تم نے مجھے ضائع کیا، پھر آسمان کی طرف بری صورت اور سیاہ رنگ میں جاتی ہے، تو آسمان کے دروازے اس کے لئے بند کردئے جاتے ہیں، اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (المعجم الأوسط للطبراني، شعب الإيمان للبيهقي بسند ضعيف)

بدترین چور

آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ بدترین چور وہ ہے جو نماز میں سے چوری کرے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ کہ نماز میں سے کیسے چوری کرے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا، یعنی نماز میں سے چوری یہ ہے کہ رکوع وسجدے مکمل طور پر ادا نہ کرے۔ (مسند احمد، موطأ امام مالک)

اطمینان سے نماز پڑھنے کی تاکید

ایک مرتبہ مسجد نبوی میں ایک صاحب تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک کونہ میں تشریف فرما تھے، انہوں نے (جلدی جلدی) نماز پڑھی، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا: "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ"، تم جا کر دوبارہ نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ صاحب گئے اور جا کر دوبارہ (اسی طرح جلدی جلدی) نماز پڑھی اور آ کر سلام کیا، رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے بعد پھر فرمایا: "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ"، تم جاؤ پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ صاحب پھر گئے اور (اسی طرح جلدی جلدی) نماز پڑھی اور آ کر سلام عرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے سلام کا جواب دینے کے بعد پھر فرمایا: "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ"، تم جا کر پھر سے نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، اب ان صاحب نے کہا کہ مجھے اس سے بہتر نماز پڑھنی نہیں آتی، لہذا آپ ہی مجھے بتلا دیں کہ مجھے کس طرح نماز پڑھنی چاہئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ کا استقبال کر کے تکبیر کہو اور قرآن میں سے جہاں سے تمہیں آسان ہو پڑھو، پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر رکوع سے سر اٹھاؤ تو قومہ میں اطمینان کے ساتھ کھڑے رہو، پھر جب سجدہ کرو تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر جب سجدہ سے سر اٹھاؤ تو جلسہ میں اطمینان کے ساتھ بیٹھو، اسی طرح پوری نماز اطمینان وسکون کے ساتھ ادا کرو۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ: ۷۵)

رکوع اور سجدے اچھی طرح ادا کرنے کی خصوصی تاکید

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بخدا! جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے دیکھتا ہوں، فَسَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ وَأَحْسِنُوْا رُکُوْعَکُمْ وَسُجُوْدَکُمْ، لہذا تم لوگ اپنی صفیں سیدھی رکھا کرو اور رکوع اور سجدے اچھی طرح ادا کیا کرو۔ [مسند احمد]

خود نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ"، یعنی جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اُس طرح نماز پڑھا کرو۔ (بخاری شریف)

الغرض ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نمازیں نمازِ نبوی کے مطابق پڑھنے کی پوری کوشش کریں اور ہونے والی بے شمار کمیوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کی بھی کوشش کریں، اگلی سطور میں نماز کا مسنون طریقہ اور بعض کثیر الوقوع مسائلِ نماز باحوالہ درج کئے گئے ہیں، امید کہ اپنی نمازوں میں ہونے والی کوتاہیوں کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی اور کتاب میں ذکر کردہ مسائل کو پیشِ نظر رکھ کر سنت کے مطابق ادا کرنے کی فکر کی جائے گی، وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوَفِّقُ۔

چند تعریفات

فرض کی تعریف: فرض وہ ہے جو دلیل قطعی (جس میں شک وشبہ نہ ہو) سے ثابت ہو، جس کا کرنا ضروری ہو اور نہ کرنا گناہ ہو، اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے، فرض کی دو قسمیں ہیں: (۱) فرض عین۔ (۲) فرض کفایہ۔

فرض عین: وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلّف پر ضروری ہو، جیسے پانچ وقت کی نمازیں۔

فرض کفایہ: وہ ہے جس کی ادائیگی ہر مکلّف پر ضروری نہ ہو، بلکہ کچھ لوگوں کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے اور اگر کوئی نہ ادا کرے تو سب گنہگار ہوں، جیسے نمازِ جنازہ وغیرہ۔

واجب کی تعریف: وہ ہے جو دلیلِ ظنی (جس میں یک گونہ شبہ ہو) سے ثابت ہو، جس کا کرنا ضروری ہو اور نہ کرنا گناہ ہو، اس کا انکار کرنے والا کافر تو نہیں ہوتا، البتہ فاسق اور گمراہ ہوتا ہے۔

سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف: علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ سنت وہ ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے مواظبت اختیار کی ہو، پس اگر کبھی ترک نہ کیا ہو تو وہ

سنتِ مؤکدہ ہے اور اگر کبھی کبھار ترک بھی کیا ہو تو وہ سنتِ غیر مؤکدہ ہے اور اگر مواظبت کے ساتھ ساتھ چھوڑنے والے پر نکیر فرمائی ہو تو وہ واجب ہے۔ (شامی زکریا ا/ ۲۱۸)

سنتِ مؤکدہ کا حکم عملاً واجب کی طرح ہے، یعنی بلا عذر اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہوگا اور ترک کا عادی سخت گنہگار اور فاسق ہے۔

اور سنتِ غیر مؤکدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے کرنے میں بڑا ثواب ہے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں ہے۔

مستحب کی تعریف: وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کبھی کبھار کیا ہو، اس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ نہیں ہے، اس کو نفل، مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

مباح کی تعریف: وہ ہوتا ہے جس کو کرنے میں ثواب نہ ہو اور چھوڑنے میں کوئی گناہ بھی نہ ہو۔

حرام کی تعریف: حرام وہ ہوتا ہے جس کی حرمت وممانعت دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور بلا عذر اس کا کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

مکروہ تحریمی کی تعریف: وہ ہے جس کی ممانعت دلیلِ ظنی سے ثابت ہو، اس کا انکار کرنے والا فاسق ہوتا ہے، بلا عذر اس کا مرتکب فاسق اور گنہگار رہوتا ہے۔

مکروہ تنزیہی کی تعریف: وہ ہے جس کے چھوڑنے میں ثواب ہوتا ہے اور کرنے میں عذاب تو نہیں مگر ایک قسم کی قباحت ہے۔ (مستفاد از: جامع الفتاوی ۴/ ۱۷۹۔۱۸۰، نماز کا مسنون طریقہ ا/ ۷۸، شامی کراچی ا/ ۱۰۵)

نماز میں سنن، مستحبات یا فرائض کا چھوٹ جانا؟

اگر نماز میں سنن یا مستحبات چھوٹ جائیں تو نماز ہو جاتی ہے اور اگر نماز کے فرائض میں سے کوئی فرض بھولے سے یا جان بوجھ کر چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔

نماز میں واجبات کا چھوٹ جانا؟

اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اس نماز کو ازسرِنو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب جان بوجھ کر نہیں بلکہ بھولے سے چھوٹ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی ہے، البتہ اخیر میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اور اگر کسی شخص کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا اور بھول کر ادا نہیں کر سکا تو نماز ناقص ہوگی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ (شامی کراچی ۱/۴۷۴، حلبی کبیر، ص: ۴۵۵ سہیل اکیڈمی لاہور، البحر الرائق سعید کراچی ۲/۹۱، مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۵۱، مزید تفصیل میری اسی کتاب کے صفحہ نمبر: ۷۷ پر دیکھیں)

جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس کا حکم؟

جو نماز کراہتِ تنزیہی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب نہیں ہے، البتہ مستحب ہے اور جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے، لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جس مکروہِ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہِ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً تعدیلِ ارکان چھوڑ دینا، لیکن ایسا فعلِ مکروہ جس کا تعلق عین ارکانِ نماز سے نہ ہو بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کر کے پڑھ دینا وغیرہ تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں، بلکہ قراءتِ قرآن کے واجبات میں سے ہے۔

(مستفاد از: کتاب المسائل ۳۶۷، کتاب النوازل ۴/۱۱۲، شامی زکریا ۲/۱۸۴)

اذان

اذان کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں دو دو مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کہا جائے اور ہر "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کی راء کو ساکن پڑھا جائے اور اگر ملا کر پڑھیں تو راء پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، راء پر پیش پڑھنا خلافِ سنت ہے، اس کے بعد دو سانس میں "أَشْهَدُ أَن لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. أَشْهَدُ أَن لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہا جائے، پھر دو سانس میں "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھیں، اسی طرح دو سانس میں "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةْ. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةْ" کہیں، پھر دو سانس میں "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ" کہیں، پھر "اَللّٰهُ أَكْبَرْ، اَللّٰهُ أَكْبَرْ" ایک سانس میں اور "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهْ" ایک سانس میں کہیں۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۲/ ۲۹۶، عمدۃ الفقہ ۲/ ۲۹، شامی زکریا ۲/ ۵۱-۵۲)

اذان کے کلمات جلدی جلدی کہے جائیں یا ٹھہر ٹھہر کر؟

مستحب یہ ہے کہ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے جائیں اور اقامت کے جلدی جلدی۔

(مستفاد از: عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۱)

اذان میں دائیں بائیں منہ پھیرنا؟

اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاةْ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا بہر حال سنت ہے، خواہ لاؤڈ اسپیکر پر ہی کیوں نہ اذان دی جارہی ہو، حتی کہ بچہ کے کان میں اذان دیتے وقت بھی التفات مسنون ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۲۹۳)

اذان و اقامت میں کسی کلمہ کا چھوٹ جانا؟

اذان و اقامت میں اگر کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اذان و اقامت درست نہ ہوگی، بلکہ اس کا اعادہ ضروری ہوگا، اور چھوٹنے کا علم اگر اذان و اقامت کے فوراً بعد ہوا ہو تو جو کلمہ

چھوٹ گیا ہے وہیں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر بعد چھوٹنے کا علم ہوا ہو تو شروع سے لوٹائے اور اگر اذان واقامت میں کوئی فحش غلطی کی تو اس کا بھی اعادہ ضروری ہوگا۔

(مستفاد از: احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۵، کتاب النوازل ۳/ ۳۲۳)

اذان یا اقامت کہتے وقت کوئی کلمہ آگے پیچھے ہوجائے تو کیا کرے؟

اذان یا اقامت میں جو کلمہ پہلے کہہ دیا اس کو دوبارہ پھر کہے، مثلاً "حَيَّ عَلٰی الصَّلاۃُ" سے پہلے "حَيَّ عَلٰی الْفَلاحُ" کہہ دیا ہے تو "حَيَّ عَلٰی الصَّلاۃُ" کے بعد پھر "حَيَّ عَلٰی الْفَلاحُ" کہہ کر اذان یا اقامت (جس میں بھی تقدیم وتاخیر ہوئی ہے) مکمل کرے۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۵، الفتاوی التاتارخانیۃ ۲/ ۱۳۶ رقم: ۱۹۶۳)

فجر کی اذان میں "الصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" چھوٹ جائے تو کیا کرے؟

اگر اذان کے درمیان ہی یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے آخر تک کے کلمات کہہ کر اذان پوری کرے اور اگر اذان پوری کرنے کے بعد یاد آئے تو غلطی درست کرکے آخر تک کلمات کا اعادہ کرے، اگر کافی وقت گزر جائے تو دوبارہ اذان دینا ضروری نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۱۰۳، عالمگیری زکریا قدیم ۱/ ۵۶)

کیا اذان کا جواب دینا ضروری ہے؟

اجابتِ فعلی (اذان سن کر مسجد کی طرف جانا) واجب ہے اور اجابتِ قولی (اذان سن کر زبان سے اس کا جواب دینا) مستحب ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۹۱، رد المحتار مع الدر المختار ۱/ ۲۹۴)

اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

اذان کا جو کلمہ مؤذن کی زبان سے سنا جائے اس کے جواب میں وہی کلمہ دہرایا جائے، البتہ حَيَّ عَلٰی الصَّلاۃُ اور حَيَّ عَلٰی الْفَلاحُ کے کلمات سن کر لَاحَوْلَ وَلاقُوَّۃَ إلاَّ بِاللّٰہ کہا جائے اور الصَّلاۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمُ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ اور اذان کے ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھا جائے پھر "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ

التَّامَّةِ" اِلخ دعا پڑھ لیا جائے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۴۱، کتاب المسائل ۱/۲۵۹، مشکوٰۃ المصابیح ۶۴-۶۵)

کئی اذانیں ایک ساتھ ہو رہی ہوں تو کس کا جواب دیا جائے؟

اگر کسی نماز کے وقت کئی مسجدوں سے اذان کی آوازیں آنے لگیں تو جس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اس مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے۔ (تاتارخانیہ زکریا ۲/۱۵۴)

مفتی رشید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "بہتر یہ ہے کہ سب اذانوں کا جواب دے، اس میں اگر تکلف ہو تو پہلی اذان کا زیادہ حق ہے اس کا جواب دے، خواہ محلّہ کی مسجد ہو یا دوسری جگہ کی"۔ (احسن الفتاوی ۲/۲۹۲، فتاوی رحیمیہ ۴/۹۸)

قرآن کی تلاوت کے وقت اذان شروع ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص قرآن کی تلاوت کر رہا تھا اسی درمیان اذان شروع ہو گئی تو اگر وہ مسجد میں ہے تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اگر مکان میں ہو تو تلاوت روک کر اذان کا جواب دینا چاہئے، البتہ دوسرے محلّہ کی مسجد کی اذان ہو تو مکان میں بھی تلاوت جاری رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن ذکر و تسبیح ہر حال میں بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے، مسجد میں ہو یا گھر میں۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/۹۸، طحطاوی علی المراقی ۲۰۲ دار الکتاب دیوبند، کتاب المسائل ۱/۲۵۹)

مفتی رشید احمد صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مستحب یہ ہے کہ تلاوت چھوڑ کر اذان کی طرف متوجہ ہو اور اس کا جواب دے"۔ (احسن الفتاوی ۲/۲۸۸-۲۸۹)

دورانِ اذان دعا میں مشغول رہنا کیسا ہے؟

اذان کے وقت دعا روک کر اذان کا جواب دینا چاہئے، مستحب یہی ہے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/۳۸۵)

وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا کیسا ہے؟

اگر وضو کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے تو وضو کرتے ہوئے بھی اذان کا جواب دینا چاہئے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/۲۸۳، فتاوی محمودیہ میرٹھ ۹/۱۳۳)

اذان کے ساتھ جواب نہیں دیا تو بعد میں جواب دینا کیسا ہے؟

اگر اذان کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا ہے تو جواب دینا مستحب ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/۲۹۲)

اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا کیسا ہے؟

اگر کسی نماز کا وقت ہو چکا ہے؛ لیکن ابھی مسجد میں اذان نہیں ہوئی ہے، تو اگر کوئی شخص اس نماز کی سنتیں پڑھنا چاہے تو اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا درست ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔ (مستفاد از: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۵/ ۳۵۸)

ناسمجھ بچہ کی اذان واقامت کا حکم

ناسمجھ بچہ کی اذان واقامت صحیح نہیں، اس کی دی ہوئی اذان کا اعادہ ضروری ہے، البتہ اس کی اقامت کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ۱/ ۲۵۶، احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۹، شامی کراچی ۱/ ۳۹۲، فتاوی التاتارخانیہ کراچی ۱/ ۵۲۰)

سمجھدار بچہ کی اذان واقامت کا حکم

اگر بچہ سمجھدار ہے گوکہ بالغ ہونے کے قریب نہیں ہوا تو اس کی اذان واقامت کراہت تنزیہی کے ساتھ صحیح ہے، البتہ بالغ لڑکے یا آدمی کی اذان افضل ہے۔ (مستفاد: شامی کراچی ۱/ ۳۹۱، فتح القدیر رشیدیہ ۱/ ۲۲۰، کتاب المسائل ۱/ ۲۵۶)

مفتی رشید احمد صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”بالکل بے سمجھ بچہ کی اذان صحیح نہیں اور سمجھدار بچہ کی اذان خلافِ اولیٰ ہے“۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۹)

اذان کے وقت بات چیت کرنا کیسا ہے؟

اذان کے وقت دنیوی بات چیت کرنا مکروہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہئے، مفتی محمود صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”باتیں بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے، یہ طریقہ ناپسند ہے کہ باتیں ہوتی رہیں اور اذان کا جواب نہ دیا جائے“۔ (فتاوی محمودیہ ۵/ ۴۲۹)

فتاوی فریدیہ میں ہے کہ: ”باتیں جاری رکھنا خلافِ سنت ہے“۔ (فتاوی فریدیہ ۲/ ۱۷۱)

ڈاڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت کا حکم

مفتی رشید احمد صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ڈاڑھی منڈانے یا کتروانے والا اور انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے، اس لئے اس کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے، اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے، اقامت کا نہیں"۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۷)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اذان دوبارہ کہی جائے مگر اقامت دوبارہ نہ کہی جائے گی"۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل قدیم ۲/ ۱۶۸)

بغیر وضو اذان دینا کیسا ہے؟

اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ اذان وضو کر کے دی جائے، کیوں کہ بعض فقہانے بلا وضو اذان دینے کو مکروہ کہا ہے، لیکن بغیر وضو بھی اذان دے سکتا ہے، مگر ہمیشہ بلا وضو اذان دینا اچھا نہیں ہے۔ (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي كراچى ١٠٦، فتاوى دار العلوم ديوبند٢/ ٩١-٩٢)

اذان کے بعد مسجد سے جانا کیسا ہے؟

جو شخص مسجد کی حدود کے اندر ہو اس کا اذان کے بعد بلا سخت ضرورت کے نکلنا مکروہ ہے، البتہ اگر واپس آکر اسی مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/ ۲۹۱)

اقامت

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کہا جائے اور ہر "اَللّٰهُ أَكْبَرْ" کی راء کو ساکن پڑھا جائے اور اگر ملا کر پڑھیں تو راء پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، راء پر پیش پڑھنا خلافِ سنت ہے، اس کے بعد ایک سانس میں "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" اور "اللّٰهُ" کی "ہ" کو ساکن پڑھیں، اس کے بعد ایک سانس میں "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھیں، اور

"اللّٰہُ" کی "ہ" کو ساکن پڑھیں، اسی طرح ایک سانس میں "حَيَّ عَلَی الصَّلاۃ، حَيَّ عَلَی الْفَلاح" کہیں اور "الصَّلاۃ" کی "ۃ" کو ساکن پڑھیں، اس کے بعد "قَدْقَامَتِ الصَّلاۃُ، قَدْقَامَتِ الصَّلاۃُ" الگ الگ سانس میں کہیں اور "الصَّلاۃ" کی "ۃ" کو ساکن پڑھیں، پھر "اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ" ایک سانس میں اور "اللّٰہُ" کی "ہ" کو ساکن پڑھیں اور "لاَ إِلٰہَ إِلاَّ اللّٰہُ" ایک سانس میں کہیں۔ (کتاب المسائل ۱/۲۶۱-۲۶۲، شامی زکریا ۲/۵۱-۵۲، احسن الفتاوی ۲/۲۹۶)

اقامت جلدی جلدی کہنا مسنون ہے

اقامت کی سنت یہ ہے کہ جلدی جلدی کہے، توقف نہ کرے۔ (احسن الفتاوی ۲/۲۸۶)

اقامت میں دائیں بائیں منہ پھیرنا بہتر ہے

اقامت میں "حَيَّ عَلَی الصَّلاۃ" اور "حَيَّ عَلَی الْفَلاحْ" کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنے اور نہ پھیرنے کے تعلق سے دونوں طرح کی روایات ہیں، مگر پھیرنا بہتر ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۱۱۴)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اقامت میں بھی دائیں بائیں جانب رخ کرنا مسنون ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/۲۹۳)

اقامت کہنے والا کس صف میں کھڑا ہو؟

نماز میں اقامت کہنے والا کسی بھی صف میں کہیں بھی کھڑے ہو کر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔ (فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۵/۴۶۵)

حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے محاذاۃ یعنی مقابل میں کھڑے ہو کر تکبیر کہنے کا تعامل ہے اس لئے یہی افضل ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/۱۰۸)

ایک شخص کا اذان کہنا اور دوسرے کا اقامت کہنا؟

جو اذان کہے اسی کا حق اقامت کہنے کا بھی ہے، البتہ اس کی غیر موجودگی میں یا اس کی موجودگی میں اس کی اجازت سے کوئی دوسرا شخص اقامت کہے تو بدون حرج و بلا کراہت جائز

ہے، ہاں اگر اذان کہنے والا موجود ہے اور دوسرے شخص کی اقامت سے ناراض ہوتا ہو تو مکروہ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/۹۱-۹۲)

اقامت کا جواب دینا مستحب ہے

اقامت یعنی تکبیر کا جواب دینا مستحب ہے۔ (کتاب النوازل ۳/۳۸۷، درمختار مع شامی زکریا ۲/۷۱)

کھڑے کھڑے اقامت اور جماعت کھڑی ہونے کا انتظار کرنا؟

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ اقامت اور جماعت کھڑی ہونے میں ایک آدھ منٹ باقی ہے، تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بیٹھ کر انتظار کرے، کھڑے کھڑے جماعت کھڑی ہونے کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ (شامی زکریا ۲/۷۱)

اقامت کے بعد دوسری نماز شروع کرنا کیسا ہے؟

جب فرض نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو نفل اور سنت وغیرہ شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے، ضروری ہے کہ جس نماز کی اقامت ہوئی ہے اس میں شامل ہو جائے، البتہ فجر کی سنت اس سے مستثنیٰ ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جماعت فوت ہونے کا ڈر نہ ہو اور قعدہ ہی میں شرکت کی امید ہو تو فجر کی سنت پڑھ لینی چاہئے، البتہ اس کا خیال رہے کہ جماعت کی صف سے الگ جگہ مسجد کے دروازہ یا صحن میں یا کھمبے کی آڑ میں پڑھی جائے۔ (شامی سعید کراچی ۲/۵۶، ہندیہ ۱/۱۲۰)

اذان سن کر نماز کے لئے تیار ہونا:

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ گھر تشریف لاتے اور گھر والوں سے بے تکلفی سے باتیں فرماتے رہتے، لیکن جب اذان کی آواز آتی اور نماز کا وقت ہوتا تو پوری طرح نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم سے ایسے بے تعلق ہو جاتے جیسے پہلے سے ہماری اور آپ کی کوئی پہچان اور واقفیت ہی نہیں۔ (إحياء علوم الدين مع الاتحاف بيروت ٣/٢٤ وقال العراقي في تخريجه برقم: ٣٩٩: أخرجه الأزدي في الضعفاء من حديث سويد بن غفلة مرسلا)

مسنون نماز کا مکمل طریقہ

جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں:

نماز شروع کرنے سے پہلے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہونے کا تصور کریں اور دنیاوی وساوس وخیالات سے ذہن کو صاف کرلیں۔ (مجمع الأنہر ۱۳۷/۱ فقیہ الأمت دیوبند)

اپنا چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کرنے کا اہتمام کریں۔ (در مختار مع شامی زکریا ۱۰۸/۲)

سیدھے کھڑے ہوں، سر یا کمر جھکائے نہ رہیں۔ (شامی زکریا ۱۷۱/۲)

مسئلہ: پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف رکھنے کا خوب اہتمام کریں، کیوں کہ ان کو دائیں بائیں ترچھی رکھنا خلافِ سنت ہے۔ (حلبی کبیر اشرفیہ ۳۸۲، شامی زکریا ۲۱۱/۲، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے، ص:۲۴)

مسئلہ: مرد حضرات دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں بلکہ ان کے درمیان (اگر کوئی مجبوری نہ ہوتو) بہتر ہے کہ چار انگلیوں کا فاصلہ رکھا جائے، دونوں قدموں کو ملالینا یا دونوں میں زیادہ فاصلہ رکھنا دونوں ادب کے خلاف ہے۔ (شامی زکریا ۱۳۱/۲، طحطاوی علی المراقی ۲۶۲ دار الکتاب دیوبند، الفقہ علی المذاہب الأربعة بیروت ۲۵۹/۱)

فقہا نے لکھا ہے کہ چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں قیام کی حالت میں رکھنا چاہئے، اگر کچھ کم وبیش ہوگیا تو نماز صحیح ہے، کچھ کراہت نہیں۔ (شامی زکریا ۱۳۱/۲، مسائل امامت ۱۷۲، فتاوی دار العلوم ۱۵۳/۲)

تنبیہ: تہبند اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے، آپ ﷺ نے ٹخنے ڈھکنے والوں کے بارے میں سخت سے سخت وعید بیان فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ نماز میں اس کی شناعت وقباحت اور بڑھ جاتی ہے، اس لئے نماز میں بطور خاص ٹخنے کھلے رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ (مستفاد از: نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے، ص:۹، بخاری شریف ۸۶۱/۲)

مسئلہ: جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو صف سیدھی رکھنے کا اہتمام کریں، اس کی آسان شکل یہ ہے کہ سب نمازی اپنی دونوں ایڑیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھ لیں، آگے سے پیر کی انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس سے صف سیدھی نہیں ہوتی۔ (مستفاد از: نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے، ص:۸، شامی زکریا ۲/۱۳۱، هندیه زکریا جدید ۱/۱٤٦)

صفوں کے درمیان خالی جگہ کو پر کرلیں، اس کی مسنون شکل یہ ہے کہ ہر نمازی اپنا بازو دوسرے نمازی کے بازو سے ملا کر کھڑا ہو۔ (درمختار زکریا ۲/۳۱۰)

تنبیہ: جماعت کی نماز شروع کرنے سے پہلے امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرائے اور یہ اعلان کرے کہ ”أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا“، ”یعنی صفیں سیدھی کرلیں، مل مل کر کھڑے ہوں“، یا کہے ”اِسْتَوُوْا وَعَدِّلُوْا صُفُوْفَكُمْ“. (مستفاد از: بخاری، ابوداود، الدر المختار زکریا ۲/۳۰۹-۳۱۰)

جب نماز شروع کریں:

نماز شروع کرتے وقت، دل میں ارادہ کریں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، بہتر ہے کہ دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں، لیکن زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۹۱-۹۲)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت، ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانے کا صحیح طریقہ

اس کے بعد اَللّٰہُ أَکْبَر کہتے ہوئے مرد حضرات دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، اور انگوٹھے کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں یا اس کے برابر آجائیں اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں اور انگلیوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ بھی نہ ہو اور بالکل ملی ہوئی بھی نہ ہوں، بلکہ اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیں۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۱/۳۶۲، المحیط البرهاني کراچی ۲/۳۰، درمختار ۲/۱۸۲، طحطاوی علی المراقي ۲٥٦-۲٥۷)

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھانے کے غلط طریقے

بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک لیتے ہیں اور بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا سا اشارہ کردیتے ہیں اور بعض لوگ کانوں کی لوکو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں، یہ سب طریقے غلط اور سنت کے خلاف ہیں ان کو چھوڑ دینا چاہئے اور سنت کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۳۶۳، طحطاوی علی المراقی ۲۵۶ دار الکتاب دیوبند)

پھر دونوں ہاتھوں کو نیچے لٹکائے بغیر ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لیں اور درمیان کی تین انگلیاں سیدھی کر کے کلائی پر اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ (شامی زکریا ۱۸۷/۲، حلبی کبیر اشرفیہ ۳۸۲)

مسئلہ: تکبیرِ تحریمہ کے وقت جب کوئی عذر نہ ہو تو دونوں ہاتھ چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر اٹھائیں، کسی عذر مثلاً سردی وغیرہ کی وجہ سے نہ نکالے تو کوئی حرج نہیں ہے اور ایسی حالت میں نکالنا مستحب نہیں رہتا۔ (عمدۃ الفقہ ۱۰۵/۲)

مسئلہ: اگر نماز شروع کرتے وقت مثلاً دل میں عصر کی نیت تھی مگر زبان سے ظہر کا لفظ نکل گیا تو کوئی حرج نہیں، نماز ہو جائے گی۔ (شامی زکریا ۹۱/۲)

مسئلہ: اگر مقتدی نے تکبیرِ تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کا کوئی جزو باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، از سرِ نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو، اسلئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے پہلے مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔ (حلبي كبيره ۲۶۰ دار الكتاب، الدر المختار مع الشامي ۱۷۸/۲ از کریا، مسائل سجدۂ سہو: ۸۲)

مسئلہ: اگر مقتدی اس حال میں مسجد میں پہنچا کہ امام رکوع میں جا چکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ "اللہ" تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ "اکبر" اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ پوری تکبیرِ تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے۔

(حلبي كبير دار الكتاب ۲۲۸، الدر المختار مع الشامي زكريا ۱۷۸/۲، مسائل سجدهٔ سهو: ۸۲-۸۳)

قیام کی حالت:

تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: "سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلاَإِلٰهَ غَیْرُکَ"۔(مراقي الفلاح مع الطحطاوي ۲۸۰ دار الکتاب، درمختار زکریا ۲/۱۸۹)

ثناء کے بعد أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم پڑھیں۔(درمختار زکریا۲/۱۹۰، مراقي الفلاح مع الطحطاوي۲۸۱ دار الکتاب دیوبند)

اس کے بعد "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھیں۔(درمختار زکریا۲/۱۹۱، مراقي الفلاح مع الطحطاوي۲۸۲ دار الکتاب دیوبند)

بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (اَلْحَمْدُ شریف) پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں پڑھیں۔ (مستفاد: مسلم شریف ۱/۱۷، مراقي الفلاح مع الطحطاوي۲۸۲ دار الکتاب دیوبند)

پھر بسم اللہ پڑھ کر ہر نماز کے اعتبار سے جو سورہ مسنون ہو یا جو سورہ یاد ہو اسے پڑھیں۔(درمختار زکریا۲/۱۹٤، نماز مسنون: ۳۱۱)

مسئلہ: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے اور سورۂ فاتحہ اور سورت ملانے کے درمیان بھی آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے، اسی پر فتویٰ اور اسی میں احتیاط ہے۔(شامی کراچی۴۹۰، کتاب المسائل۱/۳۴۱، کتاب النوازل۴/۵۳)

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش کھڑے رہیں، أَعُوْذُ بِاللّٰهُ، بِسْمِ اللّٰهُ اور قراءت نہ کریں، خواہ نماز جہری ہو یا سری۔(درمختار زکریا۲/۲٦٦)

جب امام "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کہے تو سب مقتدی آہستہ آواز سے "آمین" کہیں۔(سنن الترمذی ۱/٥٨، حلبی کبیر۲٦۹ دار الکتاب، درمختار زکریا۲/۱۹٦)

مسئلہ: امام، مقتدی (امام کے پیچھے پڑھنے والا) اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) تینوں کے لئے آہستہ آواز سے آمین کہنا مسنون ہے۔(رد المحتار ۱/٤٥۹)

کھڑے ہوتے وقت بالکل پرسکون رہیں جسم کو خواہ مخواہ حرکت نہ دیں، کھجلی کے تقاضے کو حتی الامکان برداشت کریں، اگر کھجلانا ہی ضروری ہو تو صرف ایک ہاتھ کا بقدر ضرورت استعمال کریں، اسی طرح ممکن حد تک جمائی کو روکنے کی کوشش کریں، نیز ایک پاؤں پر مکمل زور دیکر نہ کھڑے ہوں، بلکہ اعتدال کے ساتھ دونوں پیروں پر برابر وزن رکھیں۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوي دار الكتاب، ص:۲۷۷)

مسئلہ: قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ جمائے رکھیں۔(درمختار زکریا۲/۱۷۵)

مسئلہ: نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دیکر کھڑا ہونا مکروہ ہے، دونوں پیروں پر برابر وزن ہونا چاہئے۔(کتاب المسائل ا/۲۷۸،شامی زکریا۲/۱۳۱)

مسئلہ: کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قراءت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت لازم آئے گی، اولیٰ اور اصح قول یہی ہے، کبیری میں اس کی صراحت ہے۔(حلبی کبیر جدید ۳۵۶، خانیہ ا/۱۱۹)

رکوع کی حالت:

قراءت ختم ہونے کے بعد فوراً ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ'' کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔

(درمختار زکریا۲/۱۹۶)

رکوع میں جاتے وقت رفعِ یدین (ہاتھ اٹھانا) مستحب نہیں ہے۔(موطأ امام محمد:۹۲)

رکوع میں اتنا جھکیں کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں۔(درمختار زکریا۲/۱۹۶)

رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھیں، نہ اتنا اوپر اٹھائیں کہ کمر سے اوپر ہوجائے اور نہ اتنا نیچے کریں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔ (درمختار زکریا۲/۱۹۷، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے:۱۴)

مسئلہ: رکوع کرتے وقت سر کو پیٹھ کے بالکل برابر رکھنا چاہئے، اس کے برخلاف کرے تو مکروہ عمل کا مرتکب ہوگا۔(حلبی کبیر ص ۲۷دار الکتاب)

پاؤں بالکل سیدھے رکھیں ان کو ٹیڑھا نہ کریں۔ (شامی زکریا۲/۱۹۷)

دونوں پیر برابر رکھیں، انگلیاں قبلہ رخ رکھیں اور دونوں پیروں کے درمیان کوئی عذر نہ ہوتو کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔(حلبی کبیر ۳۱۵،شامی زکریا ۲/۱۳۱)

ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح سے پکڑ لیں۔(درمختار زکریا ۲/۱۷۳، حلبی کبیر ۲۷٤ دار الکتاب)

مسئلہ: مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع کے وقت جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ بنائیں۔(حلبی کبیر اشرفیہ ۳۸۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/۴۸۷،شامی زکریا ۲/۱۷۳)

رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھیں، انہیں رانوں پر نہ ٹیکیں اور نہ کمان کی طرح ٹیڑھا کریں۔(شامی زکریا ۲/۱۹۷،مراقی الفلاح مع الطحطاوي ۲۸۲ دار الکتاب)

رکوع میں نظریں دونوں قدموں پر جمائے رہیں۔(درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم" پڑھیں۔(مراقي الفلاح مع الطحطاوي ۲۸۲ دار الکتاب، درمختار زکریا ۲/۱۹۷)

مسئلہ: رکوع اور سجدہ میں جانے کی تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لئے جھکنے کے ساتھ تکبیر یعنی "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" شروع کردی جائے اور رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم کردی جائے، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت تکبیر شروع کی جائے اور سجدہ میں پہنچتے ہی ختم کردی جائے۔ (حلبی کبیر ۲۷۴ دار الکتاب، نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۳۵۰)

مسئلہ: رکوع کی تکبیر رکوع میں جانے کے بعد کہنا مکروہ ہے،اسی طرح رکوع سے اٹھتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہنا چاہئے،اگر کوئی شخص رکوع سے پورے طور پر کھڑے ہونے کے بعد "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔(نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۳۵۱)

محدثِ جلیل استاذ محترم حضرت مولانا زین العابدین صاحب اعظمی معروفیؒ سابق صدر تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں کہ: ائمۂ کرام ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیرات اور ادعیہ مسنونہ کا اہتمام نہیں کرتے، کیوں کہ سنت

یہ ہے کہ انتقال شروع ہوتے ہی تکبیرات اور ادعیہ شروع کی جائیں اور اگلے رکن تک پہنچتے ہی ختم کردی جائیں، مگر ائمہ کرام آدھے اور کبھی آدھے سے زائد منتقل ہوجانے کے بعد ان تکبیرات کو شروع کرتے ہیں، بارہا دیکھا جاتا ہے کہ امام صاحب رکوع سے پورا اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پڑھ رہے ہیں، مسبوق جو پچھلی صفوں میں آکر رکوع میں ملتا ہے وہ سَمِعَ اللّٰہُ سننے تک امام کو رکوع میں سمجھتا ہے اور رکوع میں اقتدا کرلیتا ہے حالاں کہ امام کا رکوع ختم ہوچکا ہوتا ہے اور مقتدی کا رکوع میں اقتدا کرنا صحیح نہیں ہوا اور نہ مقتدی رکوع میں شریک ہوا، لہٰذا اگر مسبوق نماز پوری کرنے کے لئے اٹھا اور اپنے گمان میں رکوع پانے پر اس پوری رکعت کو پانے والا سمجھ گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اور اس فسادِ صلاۃ کا گناہ امام پر مکمل پڑا اور اس سلسلہ میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد شریف میں موجود ہے جس کا متن یہ ہے: ’’اَلإِمَامُ ضَامِنٌ فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَه وَلَهُمْ وَإِنْ أَسَاءَ يَعْنِي فَعَلَيْهِ وَلَاعَلَيْهِم‘‘ یعنی امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے، لہٰذا اگر اچھا معاملہ کرے تو امام اور مقتدی دونوں کا فائدہ ہے اور اگر برا معاملہ کرے یعنی تب تو امام کا نقصان ہے مقتدی کا نہیں۔ (مستفاد از: نماز سے متعلق مسنون قراءت، مقدمہ طبع ثانی: ۴۔۵)

قومہ کی حالت:

رکوع کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوجائیں، ذرا بھی جھکے نہ رہیں۔ (شامي زكريا ۲/ ۲۰۰، ۲۰۲، حلبي كبير دار الكتاب ۲۷۷)

اس کے بعد رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہیں۔ (درمختار زكريا ۲/ ۲۰۱)

فائدہ: تحمید کے چار طریقے ہیں: (۱) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد (۲) اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد (۳) رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد (۴) رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد. فضیلت میں اول سب سے زیادہ ہے، پھر دوم پھر سوم پھر چہارم۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۴۲ بحوالہ رد المحتار ۱/ ٤٦٤)

اگر مقتدی ہو تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہے، بلکہ صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہے۔ (درمختار زكريا ۲/ ۲۰۱، حلبي كبير دار الكتاب ۲۷۷)

قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھیں، بلکہ اپنی حالت پر چھوڑے رکھیں۔ (حلبی کبیر دار الکتاب ۲۷۹)

قومہ میں جلد بازی نہ کریں، بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑے رہیں کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوجائیں، بسا اوقات اس میں جلد بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہوجاتی ہے۔ (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ۲٤۹ دار الكتاب، شامي زكريا۲/۱۵۷، حلبي كبير ۳۲۰)

مسئلہ: منفرد (اکیلے نماز پڑھنے) والے کے لئے قومہ اور جلسہ میں دعائے ماثورہ (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھنا مستحب ہے، فرائض اور نوافل میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح مقتدی کو بھی پڑھنا بہتر ہے بشرطیکہ اس کی خاطر امام کا ساتھ نہ چھوٹے، البتہ جماعت میں ضعفاء (کمزوروں) کی رعایت سے (امام کو) نہیں پڑھنا چاہئے۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۳/ ۲۸، فتاوی ریاض العلوم ۲/ ۳۵۱-۳۵۳)

قومہ کی دعا کا عجیب واقعہ

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھارہے تھے، جب آپ ﷺ نے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه'' کہا تو پیچھے سے ایک صحابیؓ نے ''رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد'' کہنے کے بعد ''حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ'' کے کلمات بھی کہے، آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ جن صحابیؓ نے کہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے کہے تھے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت تم نے کلمات کہے تھے اس وقت میں نے دیکھا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کلمات کو لینے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کررہے تھے تاکہ وہ ان کلمات کے ثواب کو لکھیں اور بارگاہ خداوندی میں پیش کریں۔ (بخاری شریف)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ مبارک کلمات ہیں، ان کو یاد کرلینا چاہئے، ان کو پڑھ لینے سے قومہ کا واجب درجہ بھی ادا ہوجائے گا اور سنت درجہ بھی، مگر امام کو کمزوروں کی رعایت کی وجہ سے نہیں پڑھنا چاہئے۔

سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت کمر سیدھی رکھتے ہوئے اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں، اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں۔ (شامي زكريا ۲/۲۰۲، مراقي الفلاح ۱۵٤)

تنبیہ: مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا (جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے) یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا وغیرہ یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابلِ ترک ہیں۔ (شامي زكريا ۲/۲۰۲)

سجدہ کی حالت:

سجدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر قبلہ رخ رکھیں، ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (شامي زكريا ۲/۲۰۳)

دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کے مقابل رہنے چاہئیں۔ (شامي زكريا ۲/۱۸۲، حلبي كبير ۳۲۱)

تنبیہ: مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں۔ (درمختار زكريا ۲/۲۱۰) تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔ (درمختار زكريا ۲/۲۱۰)

مسئلہ: سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی زکریا ۲/۱۱۴، طحطاوی ۳۴۸)

سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں، انہیں آپس میں نہ ملائیں۔ سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں، پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف

رکھنا درست نہیں ہے۔(درمختار زکریا ۲/ ۲۱۰)

سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" پڑھنا مسنون ہے، اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔(درمختار زکریا ۲/ ۱۹۹)

سجدہ کے دوران نظریں اپنی ناک کے بانسوں پر رکھیں۔(درمختار زکریا ۲/ ۱۷۵)

مسئلہ: بلاکسی عذر کے ناک کو چھوڑ کر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔(مراقی الفلاح ۱۹۶، طحطاوی ۱۵۶)

مسئلہ: امام رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ تسبیح پڑھ لیں، اس لئے امام کو چاہئے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات کہہ لے، تاکہ مقتدی اطمینان سے تین مرتبہ کہہ لیں۔(شامی زکریا ۲/ ۱۹۹، احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۶)

اس کا خیال رکھیں کہ سجدہ کے دوران دونوں پیر زمین سے نہ اٹھے رہیں، ورنہ نماز فاسد ہوسکتی ہے۔(فتح القدیر ۱/ ۳۰۵)

سجدے میں پاؤں زمین سے اٹھ جانا؟

اگر پورے سجدہ میں شروع سے اخیر تک دونوں قدم زمین سے اٹھے رہے تو سجدہ صحیح نہ ہوگا اور جب سجدہ ادا نہ ہوا تو نماز بھی نہ ہوگی، اگر تھوڑی دیر کے لئے اٹھ گئے پھر رکھ لئے یا ایک پاؤں زمین سے اٹھا رہا اور دوسرا زمین سے لگا رہا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوجاتی ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔(مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۵۲-۵۳ بحوالہ البحر الرائق ۱/ ۳۳۶)

مسئلہ: سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا واجب ہے، بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنا منع ہے۔(مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۲/ ۲۰۴)

دونوں سجدوں کے درمیان:

پھر اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائیں۔

اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ہتھیلیاں۔(درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲۰۳)

اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں، جب کہ دایاں قدم کھڑا کر کے

اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرلیں۔(درمختار زکریا۲/۲۱٦، حلبي کبیر ۳۲۷)
دونوں پیر کھڑے کرکے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔(البحر الرائق ۲/۲۲، شامي زکریا۲/۴۱۱)
بیٹھتے وقت نظریں اپنی گود پر رکھیں۔(درمختار زکریا۲/۱۷۵)
بیٹھتے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں، ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں۔(درمختار زکریا۲/۲۱٦، حلبي کبیر ۳۲۸)

دوسرا سجدہ:

جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جائیں۔(شامي زکریا۲/۲۱٦)
مسئلہ: جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بھی دعائے ماثورہ پڑھنا منفرد کے لئے ہر نماز میں مستحب ہے اور مقتدی کے لئے بھی بشرطیکہ اس کی وجہ سے امام کا ساتھ فوت نہ ہو، جلسہ میں مختلف دعائیں منقول ہیں، ابوداؤد شریف میں ہے کہ آپ ﷺ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ" پڑھا کرتے تھے، یعنی اے اللہ مجھے بخشدے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت عطا فرما، مجھے ہدایت سے نواز دے، مجھے روزی سے مالا مال فرما۔ اور نسائی وغیرہ میں ہے کہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" پڑھا کرتے تھے، یعنی اے اللہ میری مغفرت فرمادیجئے۔

ان دونوں دعاؤں میں سے جو دعا پڑھ لی جاوے صحیح ہے، اس سے جلسہ کا واجب درجہ بھی ادا ہوجائے گا اور سنت درجہ بھی، مگر امام کو کمزوروں کی رعایت کا خیال رکھنا ضروری ہے، اس لئے وہ صرف ایک مرتبہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" پڑھنے پر اکتفا کرے۔(مستفاد از: فتاوی ریاض العلوم۲/۳۵۲-۳۵۳، اعلاء السنن کراچی۳/۳۳)
سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ناک اور پیشانی۔(درمختار زکریا۲/۲۰۲)
سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں بیان ہوئی۔

عموماً چار جگہوں پر کوتاہی ہوتی ہے

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر چار جگہوں پر ہم سے کوتاہی ہوتی ہے: ایک رکوع میں، دوسرے سجدے میں، تیسرے قومہ میں، چوتھے جلسہ میں، جہاں تک رکوع اور سجدہ کا تعلق ہے تو کسی نہ کسی طرح ہم ادا کر لیتے ہیں، اگرچہ سنت کے مطابق نہیں کرتے، لیکن قومہ اور جلسہ میں بہت زیادہ کوتاہی پائی جاتی ہے، رکوع اور سجدہ فرض ہیں اور قومہ اور جلسہ واجب ہیں، رکوع سے سیدھا کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں، رکوع کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ کمر سیدھی ہو جائے اور سر کمر کے برابر ہو، رکوع میں جاتے ہی فوراً کھڑے ہو جانا درست نہیں ہے، جیسے بعض لوگ ذرا سا جھک کر فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں، اسی طرح سجدے میں زمین پر ناک ٹکتے ہی فوراً اٹھ بیٹھتے ہیں۔ قومہ کا حکم یہ ہے کہ جب ہم رکوع کر کے کھڑے ہوں تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں، اس کے بعد سجدہ میں جائیں۔ جلسہ میں حکم یہ ہے کہ پہلا سجدہ ادا کرنے کے بعد کمر سیدھی کر کے اطمینان سے بیٹھ جائیں، پھر دوسرے سجدہ میں جائیں، لیکن آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ جلدی کی وجہ سے ان دونوں جگہوں پر اپنی کمر سیدھی نہیں ہونے دیتے، رکوع سے ذرا سر اٹھائیں گے اور ابھی کمر آدھی سیدھی آدھی ٹیڑھی ہوگی بس فوراً اسی وقت سجدہ میں چلے جائیں گے، اسی طرح ایک سجدہ کر کے جب بیٹھیں گے تو ابھی پوری طرح بیٹھنے بھی نہ پائیں گے اور کمر بھی سیدھی نہیں ہوگی کہ فوراً دوسرے سجدہ میں چلے جائیں گے، اس جلد بازی نے قومہ کو بھی خراب کر دیا اور جلسہ کو بھی خراب کر دیا۔ یاد رکھیں! قصداً قومہ میں کمر کو معمولی سا سیدھا کر کے اور ذرا سی گردن اٹھا کر اور کھڑے ہونے کا صرف ہلکا سا اشارہ کر کے سجدہ میں چلے جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور نماز کو لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، اس لئے سختی کے ساتھ اس سے پرہیز کریں۔ (نماز کی بعض اہم کوتاہیاں ۵۸۔۵۹)

قومہ اور جلسہ کا مسنون درجہ

مزید فرماتے ہیں کہ فقہ اور احادیث کی روشنی میں قومہ اور جلسہ کا جو مسنون درجہ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ قومہ کے اندر آدمی اتنی دیر وقفہ کرے جتنی دیر میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهُ" کہہ سکے، اسی طرح جلسہ میں بھی اتنی دیر وقفہ کرنا مسنون ہے جتنی دیر میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهُ" کہہ سکے اور ایک تسبیح کے برابر توقف کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

سجدہ سے قیام کی طرف:

جب سجدہ سے قیام کی طرف جائیں تو اولاً پیشانی زمین سے اٹھائیں پھر ناک، اس کے بعد ہتھیلیاں اور گھٹنے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۳)

مسئلہ: اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھیں، زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے، البتہ کوئی عذر ہو (مثلا جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کرنا مشکل ہو) تو سہارے میں حرج نہیں ہے۔ (شامي زکریا ۲/۲۱۳، حلبي کبیر ۳۲۳، نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے، ص:۲۲س)

کھڑے ہونے کے بعد اولاً بسم اللہ پڑھیں اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرأت کریں، بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۱۹۲)

قعدے کی حالت:

دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانوں بیٹھ جائیں کہ دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہوئے ہوں، مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی ہوئی نہ ہوں بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی سرے تک پہنچ جائیں اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھیں۔ (مستفاد: درمختار زکریا ۲/۲۱۶، ۲۱۸، حلبي کبیر ۳۲۸، نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے، ص:۲۱)

قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑنا نہیں چاہئے

قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور قبلہ کی طرف رہیں، انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑے نہیں، یہی اصح ہے، اگرچہ پکڑنا بھی جائز ہے، مگر نہ پکڑنا افضل

ہے، اس لئے کہ پکڑنے سے انگلیوں کے سرے قبلہ رخ نہیں رہیں گے، بلکہ زمین کی طرف ہو جائیں گے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۱۱)

اس کے بعد التحیات پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۱۸)

التحیات میں جب أَشْهَدُ أَن لَّآ إِلٰهَ پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور جب إِلَّا اللّٰهُ پر پہنچیں تو انگلی نیچے کر لیں۔ (شامي ۲/۲۱۷)

اشارہ کا طریقہ:

اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلہ کی طرف جھکی ہوئی ہو بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئے۔ (نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے، ص: ۲۳) اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھیں۔

اگر پہلا قعدہ ہو تو التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں بالکل تاخیر نہ کریں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۲۰)

اگر قعدہ اخیرہ ہو تو التحیات کے بعد درود ابراہیمی پڑھیں، اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۲۲، ۲۲۳)

سلام:

نماز کے اختتام پر اولاً دائیں، پھر بائیں سر گھماتے ہوئے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہیں۔ (درمختار زکریا ۲/۲۴۰)

دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آ جائیں۔ (نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے، ص: ۲۳، درمختار زکریا ۲/۱۷۵)

مسئلہ: بعض لوگ گردن جھکا کر تمام بدن گھما کر سلام پھیرتے ہیں، یہ طریقہ غلط اور شریعت کے خلاف ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۳/۳۵۴)

مسئلہ: سلام پھیرتے وقت صرف منہ پھیرنا کافی ہے، سینہ نہ پھیرا جائے۔ (نماز کے مسائل

کا انسائیکلو پیڈیا۲/ ۴۱۸)

مسئلہ: اگر ”السَّلامُ عَلَیْکُمْ“ کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے تو مقتدی کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (شامی کراچی۱/ ۵۲۵)

سلام کے لئے چہرہ گھماتے وقت نظر کندھوں پر رکھیں۔(درمختار زکریا۲/ ۱۷۵)

مسئلہ: اگر سلام پھیرنے والا امام ہے تو سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک فرشتوں اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کرے۔

اور اگر سلام پھیرنے والا مقتدی ہے تو اپنے امام اور نمازیوں کو سلام کرنے کی نیت کرے۔

اور اکیلے نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔(بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۵۰۲۔۵۰۳، درمختار زکریا۲/ ۲۴۲)

بہتر ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔(درمختار زکریا۲/ ۲۴۱)

نماز کے بعد:

جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں امام کو سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ نہیں بیٹھے رہنا چاہئے بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف یا عین مقتدی کی طرف منہ کرکے بیٹھنا چاہئے، یہ تینوں طریقے حضور ﷺ سے مروی ہیں، البتہ دائیں طرف منہ کرکے بیٹھنا افضل واولیٰ ہے، البتہ کسی ایک (مثلاً دائیں) طرف رخ کرکے بیٹھنے کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل۴/ ۷۹۔۸۰)

جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں، جیسے فجر اور عصر ان میں اولاً استغفار پھر تسبیحات فاطمی پڑھیں، یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، اس کے بعد دعا کریں۔(شامي زکریا۲/ ۲۴۷)

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، جیسے ظہر، مغرب اور عشا ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کرکے سنتیں ادا کریں، نماز کے بعد کا وقت بھی دعا کے مقبول اوقات میں سے ہے، پھر سنتوں کے بعد تسبیحات فاطمی پڑھیں۔ (مستفاد از: شامي زکریا۲/ ۲۴۶، ۲۴۷)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا

بہت سی صحیح احادیث سے صراحت کے ساتھ فرض نماز کے بعد آپ ﷺ کا دعا فرمانا ثابت ہے اور ان احادیث سے بطریق اشارۃ النص یہ بھی ثابت ہے کہ صحابۂ کرامؓ بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ دعا میں شامل ہوا کرتے تھے اور امت کا متوارث عمل اجتماعی دعا کا رہا ہے، لیکن امام کے ساتھ مل کر دعا مانگنے کو لازم وضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶/از ۴۹ تا ۵۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۴۹۹-۵۰۲)

دعا کا طریقہ:

دعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ رکھیں نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔ (نمازیں سنت کے مطابق پڑھیئے، ص:۲۴)

دعا کے شروع میں اللہ تعالی کی حمد وثنا مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، پھر درود شریف، پھر دعا کریں، پہلے اپنے لئے، پھر اپنے والدین کے لئے پھر تمام مسلمانوں کے لئے، پوری امت کو دعا میں شامل کئے بغیر دعا ناقص رہتی ہے، دعا کا ہر مضمون کم از کم تین بار دہرانا چاہئے، دعا کے درمیان بار بار درود شریف پڑھنا چاہئے، اللہ تعالی کو يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام سے پکارا جائے، اخیر میں درود شریف پڑھا جائے، پھر "سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ. وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھ کر آمین کہہ کر دعا ختم کرنی چاہئے۔ (احسن الفتاوی ۳/۵۸، نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۲/۲۵۶)

دعا میں ہاتھ سینہ تک اٹھائے جائیں یا کندھوں تک؟

دونوں طرح درست ہے، البتہ نمازِ استسقا کے بعد کی دعا کے علاوہ باقی دعاؤں کے وقت ہاتھوں کو کندھوں سے اوپر نہ اٹھانا چاہئے۔ (احسن الفتاوی ۳/۵۸، نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۲/۲۶۰)

دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرہ کے سامنے رکھیں۔ (نمازیں سنت کے

مطابق پڑھیے، ص:۲۴)۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا اور پھر دعا کے بعد اٹھے ہوئے ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا سنت ہے۔ (المستدرك على الصحيحين بيروت ۲/۲۲۷ رقم ۲۰۱۰، سنن أبي داؤد/الصلاة، الدعا ۱/۲۰۹ نسخۂ هنديه)

دعا بلند آواز سے بہتر ہے یا آہستہ آواز سے؟

دعا آہستہ آواز سے مانگنا افضل و بہتر ہے، تاہم اگر بلند آواز سے دعا مانگنے کی صورت میں نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھار بلند آواز سے دعا کرنے کی بھی اجازت ہے، لیکن ہمیشہ کے لئے بلند آواز سے دعا کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶/۵۵)

نماز کے بعد دعائے ماثورہ "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ" میں اضافہ

فرض نماز کے بعد کی مسنون دعا "اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَام" میں "وَمِنْكَ السَّلَامُ" کے بعد اپنی طرف سے "وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَام، حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَام" بڑھا دینے کی عادت خلاف سنت ہے، حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ واعظین کی ایجاد ہے۔ (مستفاد از: فتاوی رحیمیہ ۶/۵۸ بحوالہ مرقاۃ المفاتیح ۲/۲۵۸، مظاہر حق جدید ۱/۶۷۷)

دعا کا پہلا اور آخری لفظ بلند آواز سے کہنا؟

امام کے لئے نماز کے بعد دعا کا پہلا اور آخری لفظ بلند آواز سے کہنا جائز ہے، مگر اس کے اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد از: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۱۵/۶۹۲)

صف کے مسائل

صف میں کس جانب کھڑے ہونے میں ثواب زیادہ ہے؟

پہلی صف میں جو شخص امام کے بالکل پیچھے کھڑا ہوتا ہے اس پر رحمت زیادہ نازل ہوتی ہے اور اس کو ثواب زیادہ ملتا ہے، پھر اس کے بعد دوسرے درجہ میں امام کے دائیں جانب

کھڑے ہونے کا ثواب زیادہ ہے، پھر اس کے بعد امام کے بائیں جانب کھڑے ہونے کا ثواب زیادہ ہے، تاہم اگر دائیں طرف لوگ زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑا ہونا ضروری ہے، تاکہ دونوں طرف کا توازن برقرار رہے، اسی طرح اگر صفِ اول میں امام کے پیچھے جگہ نہ ہو تو اس میں زبردستی گھس کر نمازیوں کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں کھڑا ہو جانا چاہئے۔ (البحر الرائق رشیدیہ ۱/ ۶۱۹، شامی سعید کراچی ۱/ ۵۶۹)

صفِ اول میں زبردستی گھسنا؟

جب نمازی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے آئے تو شروع ہی سے پہلی صف میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے، آگے کی صفوں میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے بیٹھنا اور بعد میں دھکے بازی کر کے زبردستی پہلی صف میں گھسنا نمازیوں کو تکلیف پہنچانا ہے اور یہ حرکت نازیبا اور سخت مکروہ ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۳/ ۶۳)

اگلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے صف لگانا؟

اگر جماعت کے دوران اگلی صف میں جگہ ہے تو پیچھے والی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۱۲)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ "نماز کھڑی ہو تو اگلی صفوں کو پہلے پر کریں، اگر اگلی صفوں میں جگہ خالی ہو تو پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے"۔ (نمازیں سنت کے مطابق پڑھئے، ص: ۳۱)

صف پوری کرنے کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنا؟

اگر اگلی صف میں کچھ جگہ ہوتے ہوئے لوگوں نے پیچھے صف بنالی، اب کوئی شخص آ کر دیکھتا ہے کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے تو اس کو پر کرنے کے لئے پیچھے والی صف کو چیر کر نمازیوں کے آگے سے گزر کر جانا جائز ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۱۳، فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۱۴۵، کتاب المسائل ۱/ ۴۳۷)

نئی صف کہاں سے شروع کی جائے؟

اگر اگلی صف بھر چکی ہو تو نئی صف بیچ سے شروع کی جائے، دائیں یا بائیں کنارے سے نہیں، پھر جو لوگ آئیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ صف دونوں طرف سے برابر رہے۔(شامی زکریا ۲/ ۳۰۹، نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے، ص:۹)

صفوں کی ترتیب؟

پہلے مرد حضرات اپنی صف بنائیں، پھر ان کے بعد بچے مردوں کے پیچھے اپنی صف بنائیں اور حتی الامکان یہ کوشش ہونی چاہیے کہ بچے مردوں کی صفوں میں نہ گھسیں۔(غنية المستملي اشرفيه ٥٢١)

بچوں کی صف؟

اگر صرف ایک ہی بچہ ہے تو وہ بڑوں کے ساتھ بڑوں کی صف میں کھڑا ہو جائے، اس میں کوئی کراہت نہیں ہے اور اگر ایک سے زیادہ بچے ہوں تو وہ بڑوں کے پیچھے اپنی الگ صف بنائیں، بڑوں کی صف میں نہ کھڑے ہوں، کیوں کہ یہ خلاف سنت ہے۔(مستفاد از: البحر الرائق سعید کراچی ۱/ ۳۵۳، فتاوی رحیمیہ ۵/ ۱۹، مساجد، طہارت اور نماز میں عام طور پر پائی جانے والی غلطیاں: ۷۲۔۷۳)

نماز کے دوران بچوں کو بڑوں کی صف سے کھینچ کر پیچھے کرنا؟

تلاش بسیار کے باوجود کوئی صریح جزئیہ اس سلسلہ میں متون وشروح میں نہ مل سکا، البتہ صف بندی کی ترتیب وغیرہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی صف کا مردوں کی صف کے پیچھے ہونا سنت ہے، لہذا جب جماعت کا وقت ہو تو پہلے مرد حضرات اپنی صف بنائیں، پھر ان کے پیچھے بچے اپنی صف لگائیں۔

مردوں اور بچوں کی مذکورہ ترتیب جماعت کے شروع میں ہے، نماز شروع ہو جانے کے بعد نہیں۔ پھر اس ترتیب سے جماعت قائم ہو جانے کے بعد اگر بعد میں کچھ مرد حضرات آئیں تو اول وہ مردوں کی صفوں کو مکمل کریں، اگر وہ پوری ہو چکی ہوں تو بچوں کی صف ہی

میں دائیں بائیں شامل ہوجائیں، بچوں کو پیچھے نہ ہٹائیں، کیوں کہ بچے اپنے صحیح مقام پر کھڑے ہیں، تاخیر بعد میں آنے والوں نے کی ہے، لہٰذا مجبوراً ان کو بچوں کی صف میں کھڑا ہونا ہے اور اگر بچوں کی بھی صف مکمل ہوجائے تو بچوں کے پیچھے کھڑے ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بعد میں آنے والے مرد حضرات خود تاخیر سے آئے ہیں، اگر وہ ابتدائے تکبیر کے وقت آتے تو ان کو بچوں کے پیچھے نہ کھڑا ہونا پڑتا، بلکہ اگر بچے بڑوں کی صف میں گھس نے لگتے تو ان کو نماز شروع ہونے سے پہلے پہلے پیچھے کیا جانا ممکن تھا، مگر جب نماز شروع ہوجانے کے بعد آئے اور بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا دیکھا تو اب ان کو مجبوراً پیچھے کھڑا ہونا ہی ہے۔

انٹرنیٹ پر دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کی طرف سے یہ فتویٰ موجود ہے: ''نابالغ بچہ اگر ایک ہو تو اسے ہٹانا نہ چاہئے اور اگر ایک سے زائد ہوں تو ان کی صف مردوں کی صف کے پیچھے الگ ہونی چاہئے، باقی اگر وہ مردوں کی صف میں کھڑے ہوگئے تو انہیں نماز کی حالت میں ہٹانے کی ضرورت نہیں، بعد میں آنے والے بالغ حضرات کو چاہئے کہ وہ ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوجائیں''۔ (فتاویٰ دارالعلوم، بواسطہ انٹرنیٹ)

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ''جماعت شروع ہوجانے کے بعد جو نئے آنے والے نمازی بچوں کی صف کے پیچھے یا کچھ بچے بڑوں کی صف میں دائیں بائیں کھڑے ہوجائیں تو اس سے دیگر نمازیوں کی نماز میں کوئی خلل نہیں پڑتا''۔ (کتاب النوازل ۴/۴۴۰)

محمود الفتاویٰ میں ہے: ''چھوٹی عمر کے لڑکوں کے بڑوں کے ساتھ شامل ہوجانے کی وجہ سے بڑوں کی نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا''۔ (محمود الفتاویٰ ۱/۴۴۴ بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۱۶/۲۹۷)

غُنْيَةُ الْمُسْتَمْلِيْ میں ہے: ثُمَّ التَّرْتِيْبُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالصِّبْيَانِ سُنَّةٌ لَافَرْضٌ، هُوَ الصَّحِيْحُ. (غنية المستملي ٥٢١، اشرفيه ديوبند)

البحر الرائق ۱/۳۷۵ (دار الکتب الاسلامی) میں ہے: وَأَنَّ مَحَلَّ هٰذَا التَّرْتِيْبِ إِنَّمَا

هُوَ عِنْدَ حُضُوْرِ جَمْعٍ مِنَ الرِّجَالِ وَجَمْعٍ مِنَ الصِّبْيَانِ فَحِيْنَئِذٍ تُؤَخَّرُ الصِّبْيَانُ).

غُنْيَةُ ص: ۵۲۱ پر ہے: وَ السُّنَّةُ أَنْ يَصُفَّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ النِّسَاءُ.

اَلدُّرُّ الْمُخْتَارُ میں ہے: ظَاهِرُه تَعَدُّدُهُمْ فَلَوْ وَاحِدًا دَخَلَ الصَّفَّ. (الدر المختار ۱/۷۸ دار الكتب العلمية بيروت)

ان مذکورہ بالا عبارتوں کی روشنی میں یہی واضح ہوتا ہے کہ جولوگ نماز کی حالت میں بچوں کو کھینچ کر پیچھے کردیتے ہیں ان کا یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مساجد، طہارت اور نماز میں عام طور پر پائی جانے والی غلطیاں: ۷۲۔۷۳ و ۷۷۔۷۸، مؤلفہ مفتی عاصم عبداللہ صاحب، مؤلف کا رجحان بھی یہی ہے کہ ہٹانا درست نہیں ہے، بلکہ انہوں نے تو بڑی شدت کے ساتھ اس عمل کو ناجائز اور گناہ کی بات لکھا ہے، ایضاً ص: ۱۳۵)

بچوں کو شرارت وغیرہ کے اندیشہ سے بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا؟

اگر بچے الگ صف میں کھڑے ہونے کی صورت میں شور شرابہ کرتے ہوں، جس سے بڑوں کی نماز میں خلل ہوتا ہو، یا بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے اغواء، یا گم ہوجانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑے کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۱/۴۳۴، درمختار ۲/۳۱۴ وتقریرات الرافعی علی الدر ۲/۷۳)

بچوں کی صف سے آگے بڑوں کی صف میں جگہ خالی ہے تو کیا کرے؟

اگر بڑوں کی اگلی صف بھری نہیں تھی کہ پیچھے بچوں کی صف پوری ہوگئی، تو بعد میں آنے والا مرد بچوں کی صف چیرتا ہوا بڑوں کی صف میں شریک ہوجائے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۲/۳۶۳ بحوالہ شامی کراچی ۱/۵۷۰، البحر الرائق کراچی ۱/۳۵۳)

کسی عالم یا بزرگ کو دیکھ کر احتراماً صف سے پیچھے ہٹ جانا؟

علما اور بزرگوں کی تعظیم کی خاطر خود صف سے پیچھے ہٹ کر ان کو پہلی صف میں جگہ دینا بلاکراہت درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس کا یہ فعل مناسب ہے۔ (مستفاد از: فتاوی رحیمیہ ۴/۱۴۶، کتاب المسائل ۱/۴۳۵۔۴۳۶، کتاب النوازل ۴/۴۳۲، شامی زکریا ۲/۳۱۰)

قراءت کے مسائل

پنج وقتہ نمازوں میں مسنون قراءت

مقیم کو فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل (سورۂ حجرات سے سورۂ بروج) میں سے کوئی سورہ پڑھنا اور عصر وعشا میں اوساطِ مفصل (سورۂ طارق سے سورۂ لَمْ یَکُنْ) میں سے کوئی سورہ پڑھنا اور مغرب میں قصارِ مفصل (سورۂ زلزال سے سورۂ ناس) میں سے کوئی سورہ پڑھنا مسنون ہے۔ (مستفاد از: حلبی کبیر دار الکتاب دیوبند: ٢٧٢، عمدۃ الفقہ ٢/١١٦)

محدثِ جلیل استاذ محترم حضرت مولانا زین العابدین صاحب اعظمی معروفیؒ سابق صدر تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور بطور خلاصہ قراءت مسنونہ کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ: صرف نمازِ ظہر اور عصر کی قراءت مسنونہ میں ائمہ کرام کے مذاہب مختلف ہیں کہ امام احمد اور حنفیہ میں سے علامہ قدوری ظہر میں اوساطِ مفصل کے قائل ہیں باقی امام مالک، امام شافعی اور اکثر احناف طوالِ مفصل کے قائل ہیں اور نمازِ عصر میں صرف امام مالکؒ قصارِ مفصل کے قائل ہیں، بقیہ اماموں کے نزدیک اوساطِ مفصل، لیکن مغرب میں قصارِ مفصل، عشا میں اوساطِ مفصل اور فجر میں طوالِ مفصل کا پڑھنا مسنون یا مستحب ہے، ہاں مغرب میں طوالِ مفصل کی قراءت کو امام مالک اور احمد رحمہما اللہ مکروہ کہتے ہیں اور امام شافعیؒ مکروہ نہیں مانتے بلکہ گاہے گاہے سورہ طور اور المرسلات کے پڑھنے کو مستحب ٹھہراتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ سے اس بارے میں کوئی روایت نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ (نماز سے متعلق مسنون قراءت، طبع ثانی: ٤٦-٤٧)

پنج گانہ نماز میں مفصل سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے یا مسنون؟

بعض کتابوں میں پنج گانہ نماز میں مفصل سورتوں کا پڑھنا مستحب لکھا ہے، مگر علامہ حلبی کے بقول یہاں استحباب سے سنت مراد ہے اور مستحب مان لینے کی صورت میں بھی اس کے ترک کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے، ترکِ سنت یا ترکِ استحباب، یا کراہتِ تنزیہیہ کا ارتکاب بالخصوص اس پر دوام واصرار قابلِ اصلاح ہے، مفصل سورتوں کے علاوہ جہاں کہیں کسی دوسری

سورت پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے وہ احیاناً (کبھی کبھار) مقتضائے حال (وقت کے تقاضہ) پر مبنی ہے۔ (ہندیہ زکریا ۱/۱۳۵، حلبی کبیر ۳۷۰ دار الکتاب دیوبند، درمختار زکریا ۲/۲۶۱، ومستفاد از: احسن الفتاوی ۳/۴۷)

اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو اس کو اختیار ہے چاہے جونسی سورہ پڑھے اور اگر مسافر کسی جگہ اطمینان سے ٹھہرا ہے تو فجر اور ظہر میں اوساطِ مفصل میں سے لمبی سورتیں، عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل کی چھوٹی سورتیں اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے۔ (حلبی کبیر دار الکتاب: ۳۷۰، الفتاوی التاتارخانیہ ۲/۶۱ رقم: ۱۷۵۰ از کریا)

نوٹ: فرض نمازوں میں قراءت مسنونہ کی مقدار کا حکم منفرد کے لئے بھی وہی ہے جو امام کے لئے ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ (عمدۃ الفقہ ۲/۱۱۶)

فجر کی سنتوں میں مسنون قراءت

آپ ﷺ اکثر وبیشتر فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون (قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْن) اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد) تلاوت فرماتے تھے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶/۹۷)

نمازِ وتر میں مسنون قراءت

آپ ﷺ نمازِ وتر کی پہلی رکعت میں گاہے گاہے "سَبِّحِ اسْمَ"، دوسری رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْن" اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد" تلاوت فرماتے تھے اور کبھی سورۂ اخلاص کے ساتھ معوذتین (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) بھی پڑھنا ثابت ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۶/۹۷، الفتاوی التاتارخانیہ زکریا ۲/۶۵)

جمعہ کے دن نمازِ فجر میں مسنون قراءت

آپ ﷺ جمعہ کے دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر تلاوت فرماتے تھے۔ (مستفاد از: فتاوی رحیمیہ ۶/۹۷)

مفتی رشید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "نمازِ فجر میں جمعہ کے روز پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھنا فی نفسہ مستحب ہے، لیکن اس پر مداومت مکروہ ہے"

تاکہ عوام اس کو واجب نہ سمجھنے لگیں، آج کل ائمۂ مساجد نے اس مستحب امر کو بالکل ہی ترک کر رکھا ہے، یہ غفلت ہے، اور اس کی اصلاح لازم ہے‘‘۔ (احسن الفتاوی ۳/۸۱)

جمعہ کی نماز میں مسنون قراءت

جمعہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی) اور دوسری رکعت میں سورۂ غاشیہ (هَلْ أَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ) یا پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون، اسی طرح پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ غاشیہ پڑھنا احادیث میں وارد ہے اور مستحب ہے، نیز کبھی کبھی اس کے علاوہ بھی پڑھنا مناسب ہے، البتہ اکثر مستحب کی رعایت کرنا افضل واولیٰ ہے۔ (فتاوی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ ۲/۱۸۲، فتاوی رحیمیہ ۶/۹۷)

نماز میں تلاوت کے درجات

اہلِ تجوید کے نزدیک قرآن کریم کی تلاوت کے چار مراتب ہیں:

(۱) ترتیل: مخارج وصفات کی رعایت رکھتے ہوئے خوش الحانی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔

(۲) تحقیق: ترتیل سے بھی زیادہ اطمینان سے پڑھنا، جیسا کہ جلسوں میں تلاوت ہوتی ہے۔

(۳) حدر: قواعدِ تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے قدرے رواں پڑھنا جیسا کہ تراویح میں پڑھا جاتا ہے۔

(۴) تدویر: ترتیل وحدر کے درمیانی انداز میں تلاوت کرنا۔

ان میں سب سے افضل مرتبہ ترتیل کا ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں میں ترتیل کا لحاظ رکھا جائے اور دیگر سنن ونوافل میں اگر حدراً یا تدویراً تلاوت کی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۳/۵۱۵ بحوالہ تسہیل جمال القرآن، ص: ۵-۶)

رکوع کا جزو پڑھنے کا معمول بنالینا؟

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور مفصلات میں سے کوئی سورہ مکمل پڑھنا افضل ہے، لہٰذا رکوع کا جزو پڑھنے کا معمول بنالینا مناسب نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۳/۵۷۶، شامی زکریا ۲/۲۶۱)

نماز میں بیچ سورہ یا آخر سورہ سے قراءت کرنا؟

نماز میں درمیان سورہ یا آخر سورہ سے قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورہ پڑھی جائے۔ (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۷۸، الفتاوی التاتارخانیہ ۲/ ۶۶ رقم: ۱۷۵۹ زکریا)

البتہ نماز میں جب کسی بڑی سورت کا ٹکڑا پڑھا جائے تو اس بات کا لحاظ کرنا چاہئے کہ ایک رکعت میں ایک رکوع مکمل کیا جائے، کیوں کہ رکوع کا مکمل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں ایک سلسلہ کلام مکمل ہوگیا، علما نے لکھا ہے کہ ''رکوع'' کو ''رکوع'' اس لئے کہتے ہیں کہ نماز میں اس جگہ پہنچ کر رکوع کیا جائے گا، لہذا ائمہ کے لئے بہتر ہوگا کہ جب کبھی وہ مکمل سورہ نہ پڑھیں تو کم از کم ہر رکعت میں ایک رکوع مکمل پڑھیں تاکہ مضمون پورا ہوجایا کرے۔

(مستفاد از: تاتارخانیہ ۱/ ۴۷۹، مقدمہ آسان تفسیر قرآن مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب ۱/ ۵۲)

بلا عذر نماز میں قراءت مسنونہ کو ترک کرنا کیسا ہے؟

عام حالات میں بلا عذر نماز میں قراءت مسنونہ کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے، ترکِ سنت یا استحباب یا کراہت تنزیہیہ کا کثرت سے ارتکاب قابلِ اصلاح ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۷۳)

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ ''فقہ کی کتابوں میں مسنون قراءت کی جو مقدار بیان کی گئی ہے یعنی فجر اور ظہر میں طوال مفصل، عصر وعشا میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل یہ مقدار حدیثوں کی روشنی میں تجویز کی گئی ہے اور اتنی مقدار پڑھنا ہلکی قراءت کرنا ہے، عمومی احوال میں مسجد کی جماعت میں اس مقدار سے کم قراءت نہیں کرنی چاہئے، اگر کوئی بوڑھا یا بیمار ہے اور فجر میں مسنون قراءت کے بقدر کھڑا نہیں رہ سکتا تو وہ بیٹھ کر قراءت سنے یا گھر میں نماز پڑھے، اس کی رعایت میں مسنون قراءت میں تخفیف نہیں کی جائے گی، البتہ اچانک پیش آنے والے احوال میں کمی بیشی کر سکتے ہیں۔ (تحفۃ الالمعی ۱/ ۵۶۹)

مقتدیوں کی اکتاہٹ کی وجہ سے قراءت مسنونہ سے کم قراءت کرنا؟

مقتدیوں کی اکتاہٹ وسستی ایسا عذر شرعی نہیں کہ جس کی وجہ سے قدرِ مسنون کی اقلِ مقدار سے بھی کمی کی جائے، جن روایات میں امام کو ہلکی پھلکی نماز پڑھانے کا حکم ہے وہ مسنون قراءت کے دائرے میں رہ کر ہی مراد ہے، اس سے ہٹ کر ہرگز نہیں۔ (مفصل ومحقق بحث کے لئے دیکھئے: فتاوی ریاض العلوم ۲/ ۳۸۸-۳۹۴)

حضرت مولانا سید زوار حسینؒ فرماتے ہیں کہ ''قراءت مسنونہ ومستحبہ پر زیادتی نہ کرے، لیکن پوری سنت اور مستحب قراءت ادا کرنے کے بعد تخفیف کا لحاظ رکھے''۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۱۱۶)

مظاہرِ حق جدید ۲/ ۱۱۱ پر ہے: ''اور محض لوگوں کے ملول ہونے کا خیال کر کے امام کو یہ بھی نہیں چاہئے کہ قراءت اور تسبیحات میں اس تعداد سے کمی کرے جو اقلِ سنت ہے''۔

''مظاہر حق'' کے حاشیہ میں ہے: ''نیز قراءت میں تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ امام نماز میں قدر مسنون سے زیادہ قراءت نہ کرے''۔ (حاشیہ مظاہر حق جدید ۲/ ۱۱۲)

علامہ ابن الہمامؒ کی ''فتح القدیر'' میں ہے کہ قراءت میں جس تطویل سے ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اس قدر لمبی قراءت ہے جو قراءتِ مسنونہ کی مقدار سے بھی زائد ہو۔ (فتح القدیر ۱/ ۳۵۱ دار الفکر)

وفي الْمُضْمَرَاتِ شَرْحِ الْقُدُوْرِيِّ: أَيْ لَا يَزِيْدُ عَلٰى الْقِرَاءَ ةِ الْمُسْتَحَبَّةِ وَلَايُثْقِلُ عَلٰى الْقَوْمِ وَلٰكِنْ يُخَفِّفُ بَعْدَ أَنْ يَكُوْنَ عَلٰى التَّمَامِ وَالْإِسْتِحْبَابِ.

(البحر الرائق ۱/ ۳۷۲ دار الكتاب الإسلامي)

شامی میں ہے: فَقَدْ ظَهَرَ مِنْ كَلَامِهِ أَنَّه لَايَنْقُصُ عَنِ الْقَدْرِ الْمَسْنُوْنِ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ كَقِرَاءَ تِه بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ لِبُكَاءِ الصَّبِيِّ، وَظَهَرَ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ أَنَّه لَا يَنْقُصُ عَنِ الْمَسْنُوْنِ لِضُعْفِ الْجَمَاعَةِ.... (شامي ۲/ ۲۰۵، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: معارف السنن ۲/ ۳۳۷، البحر الرائق ۱/ ۳۷۲، فتح القدیر ۱/ ۳۵۱، شامي ۲/ ۲۰۵)

ان عبارات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ تخفیف کا حکم مسنون قراءت کی رعایت کے ساتھ

ہے، ایسا نہیں ہے کہ لوگوں کی رعایت میں مسنون قراءت سے بھی کم قراءت کی جائے گی۔

تنبیہ: ائمہ حضرات کو چاہئے کہ وہ مفصلات کی چھوٹی چھوٹی سورتیں حدراً پڑھیں، بہت سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر تکلف کے ساتھ نہ پڑھیں، کیوں کہ آپ ﷺ کی نماز پوری طرح مکمل اور تام ہونے کے باوجود سُبک (ہلکی) ہوتی تھی اور سبک سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ حد سے زیادہ نہ تو قراءت فرماتے تھے اور نہ تسبیحات پڑھتے تھے اور قراءت میں بے محل شد و مد نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی قراءت بے تکلف ہوتی تھی اور اس قراءت کی خاصیت یہ ہوتی کہ اگر طویل بھی ہوتی تو لوگوں کو سُبک معلوم ہوتی تھی۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۱۱)

نیز فجر میں طوالِ مفصل کی سورتوں میں سے کبھی کبھار ایک سورہ کو دو حصوں میں کر کے دونوں رکعتوں میں کم از کم ایک ایک رکوع پڑھ دیا کریں، اسی طرح کبھی کبھار طوالِ مفصل کے علاوہ سورتیں بھی پڑھ دیں، مگر اس کی عادت ہرگز نہ بنائیں۔ (مستفاد از: فتاوی ریاض العلوم ۲/۳۹۳)

''مظاہر حق'' میں ہے کہ آج کل کے اماموں کا جو حال ہے وہ تو اس کے برعکس دکھائی دیتا ہے، وہ جب امامت کرتے ہیں تو بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھتے ہیں تو بس اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں جس سے نماز درست ہو جائے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۱۴)

نماز میں خلافِ ترتیب سورہ پڑھنا؟

جان بوجھ کر خلافِ ترتیب قراءت کرنا مکروہ ہے، بھولے سے ایسا ہو جائے تو مکروہ بھی نہیں ہوگا۔ (خیر الفتاوی ۲/۳۱۸، شامی ۱/۵۱۰)

فاتحہ کی جگہ تشہد پڑھنے کا حکم؟

نماز میں قیام کی حالت میں اگر تشہد (التحیات) سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) سے پہلے پڑھا ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر فاتحہ کے بعد پڑھا ہے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری ۱/۱۲۷)

تشہد کی جگہ فاتحہ پڑھنے کا حکم؟

اگر تشہد کی حالت میں فاتحہ تشہد کے بعد پڑھی ہے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا اور اگر فاتحہ تشہد سے پہلے پڑھی ہے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عالمگیری ١/ ١٢٧)

فرض نماز کی تیسری چوتھی رکعتوں میں سورہ ملانا؟

فرض کی آخری دو رکعتوں میں مسنون یہی ہے کہ صرف سورۂ فاتحہ پڑھے، لیکن اگر تیسری یا چوتھی یا دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ بھولے سے یا جان بوجھ کر پڑھ لی تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا ہے۔ (فتاوی محمودیہ ٧/ ٣١٢، کتاب النوازل ٣/ ٦١٤ و ٥٣٣)

فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی؟

اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز درست ہے، اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (کتاب النوازل ٣/ ٥٣٣، مسائل سجدۂ سہو، ص: ٣٤)

سورہ ملانا بھول گیا پھر سجدہ کرنے سے پہلے یاد آگیا؟

اگر کوئی شخص نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد دوسری سورہ ملانا بھول جائے اور پھر اسے رکوع میں یا رکوع سے اٹھنے کے بعد سجدہ میں جانے سے پہلے یاد آئے تو اس کے لئے اصل حکمِ شرعی یہ ہے کہ پہلے سورہ پڑھے پھر دوبارہ رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے، لیکن اگر وہ لوٹ کر سورہ نہیں پڑھ سکا اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تب بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ (مستفاد از: كتاب النوازل ٣/ ٦١٢ طحطاوي على المراقي ٢٥٠)

امام نے جہری نماز میں آہستہ اور سری نماز میں زور سے پڑھ دیا

اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ قراءت کی اور سری نماز میں بلند آواز کے ساتھ قراءت کی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا جب کہ اس طرح چھوٹی تین آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی اور اگر ایک چھوٹی آیت یا کسی لمبی آیت کا صرف ایک دو کلمہ پڑھا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص: ٣٤)

سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورہ ملانے میں تاخیر کرنا؟

حالت نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورہ ملانے میں بلا کسی شرعی عذر کے ایک رکن یعنی تین تسبیح ادا کرنے کے بقدر تاخیر کر دینے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ (کبیری ۴۳۷، کتاب النوازل ۳/۶۱۰، مسائل سجدۂ سہو، ص: ۳۵)

جہری نماز میں آہستہ تین آیتیں پڑھ لیں پھر یاد آیا

اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ پڑھنا شروع کر دیا اور چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا، یا کسی نے لقمہ دیا تو اس کو سورۂ فاتحہ سے شروع سے بلند آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور آخر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص: ۳۵)

سری نماز میں بلند آواز سے تین آیتیں پڑھ لیں پھر یاد آیا

اگر امام نے سری نماز میں یعنی ظہر یا عصر کی نماز میں چھوٹی تین آیتیں بلند آواز سے پڑھ دیں، اس کے بعد یاد آیا کہ یہ آہستہ قراءت والی نماز ہے تو جس قدر پڑھ چکا ہے اس کے بعد آہستہ آواز سے پڑھے، شروع سے آہستہ آواز کے ساتھ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ سجدۂ سہو واجب ہے۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص: ۳۵-۳۶)

تین آیتوں کے بعد امام بھول گیا اور فوراً رکوع میں چلا گیا

اگر سورۂ فاتحہ کے بعد ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنے کے بعد امام بھول گیا اور فوراً رکوع میں چلا گیا تو نماز بلا کراہت درست ہے، اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر ایک رکن (تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے) بقدر کھڑا سوچتا رہا اس کے بعد رکوع میں گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (مستفاد از: مسائل سجدۂ سہو، ص: ۳۶-۶۴)

سورہ شروع کرتے ہی بھول گیا اور دیر تک سوچتا رہا

اگر امام نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی اس کے بعد سورہ شروع کی تو بھول گیا اور تین تسبیح کی مقدار کھڑا سوچتا رہا پھر اس کے بعد دوسری سورہ پڑھ کر رکوع اور سجدہ کیا تو ایسی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اور تین تسبیح سے کم مقدار خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (شامی ۲/۵۶۲ زکریا)

آدھی سورہ پڑھ کر بھول گیا پھر شروع سے دوبارہ پڑھی

امام نے پہلی رکعت میں سورہ شروع کی اور آدھا حصہ پڑھ کر بھول گیا پھر دوبارہ سہ بارہ شروع سے لوٹا کر پوری سورہ پڑھی تو نماز ہوگئی، اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مسائل سجدۂ سہو:۴۸)

چھوٹی تین آیتوں کی مقدار

چھوٹی تین آیتوں کی مقدار فقہائے کرامؒ نے حسبِ ذیل آیتوں کے برابر بتلائی ہے اور یہی مقدار ایک لمبی آیت کی قرار دی گئی ہے، وہ چھوٹی تین آیتیں یہ ہیں: "ثُمَّ نَظَرَ . ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ . ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ"، یا سورۂ کوثر یعنی "اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ . فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ . اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" کے برابر ہو۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۴۸)

سترہ اور نمازی کے آگے سے گزرنے کے مسائل

سترہ کسے کہتے ہیں؟

سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کرنے کے لئے اپنے سامنے لگالے، یا آگے کھڑا کرلے، خواہ وہ لکڑی ہو یا کوئی ستون ہو یا دیوار وغیرہ۔ (قواعد الفقہ :۳۱۹ میر محمد کتب خانہ)

سترہ کی لمبائی اور موٹائی کتنی ہونی چاہئے؟

سترہ کی لمبائی کم سے کم ایک ذراع (تقریباً ڈیڑھ فٹ) اور اس کی موٹائی کم سے کم ایک انگلی کے برابر ہونی چاہئے۔ (مستفاد از: الدر المختار مع الشامی کراچی ۱/ ۶۳۷، کتاب النوازل ۴/ ۴۶۶)

سترہ کی ضرورت کہاں پڑتی ہے؟

سترہ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں نماز کھلی اور بے آڑ جگہ پڑھی جائے۔ (شامی کراچی ۱/ ۶۳۸)

نمازی کے آگے سے گزرنے میں بڑی اور چھوٹی مسجد کا فرق؟

بڑی مسجد یا میدان میں نماز پڑھ رہا ہے تو نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت

صرف موضعِ سجود تک محدود ہے، اس کے آگے سے گزرنا منع نہیں ہے اور موضعِ سجود کے متعلق اصح قول یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ گزرنے والے پر نہ پڑے (فقہا نے محتاط طریقہ پر اس کا اندازہ بتایا ہے کہ نمازی کی صف اور مزید ایک صف چھوڑ کر آگے سے گزر سکتا ہے) اور چھوٹی مسجد میں جو قولِ مختار کی بنا پر چالیس گز شرعی (چالیس ہاتھ) کی مقدار سے کم ہو اگر نمازی کے آگے سترہ یا کوئی حائل نہ ہو تو قبلہ کی دیوار تک نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ تحریمی اور گناہ ہے اور اگر سترہ یا سترہ کے مثل کوئی چیز حائل ہو تو پھر اس کے آگے سے گزرنے میں کراہت اور گناہ نہیں ہے۔ (مستفاد از: عمدۃ الفقہ ۲/۲۷۴، کتاب الفتاوی ۳/۱۱۶)

فائدہ: بڑی مسجد سے مراد طول کے اعتبار سے یعنی مشرق ومغرب چالیس ہاتھ لمبی مسجد ہے۔ (کتاب الفتاوی ۳/۱۱۶)

امام کا سترہ تمام مقتدیوں کے لئے کافی ہے

امام کا سترہ تمام مقتدیوں کے لئے کافی ہے، پس جب امام کے آگے سترہ ہو تو اگر کوئی مقتدیوں کی صف کے سامنے سے گزرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ (تاتارخانیہ زکریا ۲/۲۸۷، شامی زکریا ۲/۴۰۴)

مسبوق کے لئے امام کا سترہ کافی ہے

امام کا سترہ مسبوق کے لئے بھی کافی ہے، پس جب امام کے آگے سترہ ہو تو اگر کوئی مسبوقین کی صف کے سامنے سے گزرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے، کیوں کہ اعتبار نماز شروع کرنے کے وقت کا ہے اور اس وقت امام کا سترہ اس کے لئے کافی تھا پس اب بھی وہی کافی رہے گا۔ (مستفاد از: عمدۃ الفقہ ۲/۲۷۷)

نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے

نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے، اسی طرح نمازی کا بغیر سترہ کے کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا بھی حرام ہے جہاں اس کے سامنے لوگوں کی کثرت کے ساتھ آمد ورفت ہو۔ (الفقہ علی المذاهب الأربعة، ط: دیو بند ۱/۲۱۴، شامی کراچی ۱/۶۳۴-۶۳۵)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا وبال

اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اس کا وبال کس قدر سخت اور سنگین ہے تو گزرنے کے مقابلہ میں چالیس سال یا سو سال کھڑا رہنا گوارہ کرلے گا۔ (مشکوۃ:۷۴)

دوسری روایت میں حضرت کعب احبارؒ سے منقول ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس گناہ کا اندازہ ہو جائے جو اس پر ہوتا ہے تو وہ زمین میں دھنس جانے کو اس گناہ کے مقابلہ میں اپنے لئے زیادہ آسان و بہتر سمجھے گا۔ (مشکوۃ:۷۴)

راستہ پر نماز کی نیت باندھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز کی نیت باندھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے راستہ سے الگ ہو کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے، تاکہ گزرنے والوں کو خلل نہ ہو۔ (شامی زکریا۲/۴۰۴)

بے خیالی میں نمازی کے آگے سے گزر جانا؟

اگر کوئی شخص بے خیالی میں نمازی کے آگے سے گزر گیا تو وہ معذور ہے، اس پر گناہ نہیں ہوگا۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا۴/۲۹۳، آپ کے مسائل اور ان کا حل کراچی۲/۲۹۴)

نمازی کے آگے سے دائیں جانب یا بائیں جانب ہٹنا؟

اگر دو نمازی آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں، آگے والا پہلے فارغ ہو گیا تو وہ دائیں جانب یا بائیں جانب اٹھ کر جا سکتا ہے، شرعاً اس میں قباحت نہیں ہے، کیوں کہ یہ گزرنا نہیں بلکہ ہٹنا ہے اور ہٹنا منع نہیں ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا۴/ ۲۹۷ کتاب النوازل ۱۷/۲۸۱)

نمازی کا اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکنا؟

اگر نمازی کے سامنے سترہ نہیں ہے اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرنے لگے، یا سترہ ہے مگر وہ شخص نمازی اور سترہ کے درمیان سے گزرنا چاہتا ہے تو نمازی کو اجازت ہے کہ اس کو روکے یعنی ہاتھ یا سر یا آنکھ کے اشارہ سے یا تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہُ) زور سے کہہ کر یا جہر کے ساتھ پڑھنے سے یعنی جب کہ قیام میں ہو اور قراءت کر رہا ہو تو خواہ وہ نماز جہری ہو یا

سری پکار کر پڑھنے سے اس کو آگاہ کرے، پس سری نماز میں ایک دو کلمہ پکار کر پڑھنے سے کوئی کراہت نہیں آتی اور مقصود حاصل ہو جائے گا، اور جہری میں اس جہر سے جس سے وہ پڑھ رہا ہے اور زیادہ جہر کے ساتھ پڑھ کر آگاہ کر دے۔ (عمدۃ الفقہ ۲/ ۲۷۷)

مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ "ہاتھ کے اشارہ سے روک دے، اگر وہ باز نہ آئے تو جانے دے وہ خود گنہگار ہوگا"۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل نعیمیہ ۳/ ۵۲۹)

جمعہ کے مسائل

خطبۂ جمعہ کی اذان کا جواب دینا؟

خطبہ کی اذان کا جواب صرف دل دل میں دیا جائے، زبان سے کلماتِ اذان نہ دہرائے جائیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۷۰، آپ کے مسائل اوران کا حل نعیمیہ ۴/ ۱۴۱، فتاوی محمودیہ ۸/ ۳۴۲)

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کسی کام میں مشغول رہنا؟

قرآن کریم میں جمعہ کی اذان پر کاروبار چھوڑ دینے اور جمعہ کے لئے جانے کا حکم دیا گیا ہے، صحیح تر قول کے مطابق یہ حکم پہلی اذان سے متعلق ہے، لہٰذا پہلی اذان پر جمعہ کے لئے سعی (تیزی کے ساتھ جمعہ کے لئے روانہ ہونا) واجب ہے اور جمعہ کی تیاری کے سوا کوئی اور کام مثلاً خرید و فروخت کرنا، سونا یا کسی سے باتوں میں مشغول ہونا وغیرہ جو جمعہ کی طرف جانے کے اہتمام میں مخل ہو سب کے سب امور مکروہ تحریمی یعنی ناجائز ہیں، البتہ جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہیں وہ کئے جا سکتے ہیں مثلاً غسل کرنا، وضو کرنا، کپڑا پہننا وغیرہ، لیکن جان بوجھ کر ان کاموں کو اذانِ اول تک مؤخر نہیں کرنا چاہئے۔ (مستفاد از: آپ کے مسائل اوران کا حل کراچی ۴/ ۱۴۳، فتاوی عثمانی کراچی ۱/ ۵۳۱-۵۳۲)

امام جمعہ میں خطبہ لمبا پڑھے یا قراءت طویل کرے؟

خطبہ مختصر ہونا چاہئے اور قراءت سنت کے موافق ہونی چاہئے، جیسے "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْأَعْلٰی" وغیرہ۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/ ۹۳)

زبانی خطبہ پڑھنا بہتر ہے یا دیکھ کر؟

دونوں طرح خطبہ پڑھنا درست ہے، البتہ یاد کرکے یا اپنی طرف سے بنا کر زبانی دینا زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد از: فتاوی قاسمیہ مکتبہ اشرفیہ دیوبند ۹/۳۹۴، امداد الفتاوی زکریا ۱/۶۶۱)

منبر کے کس زینہ پر کھڑے ہوکر خطبہ دیا جائے؟

اس میں شرعاً کچھ تحدید نہیں، جونسے سے درجہ پر کھڑا ہوجائے جائز ہے اور منبر پر چڑھنے کی سنت ادا ہوجائے گی، پس اس سے زیادہ کچھ قید شرعاً نہیں ہے، دوسرے یا تیسرے جس درجہ پر کھڑا ہوجائے درست ہے، اس میں کچھ سوئے ادبی کسی کی نہیں ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۵/۱۱۶)

خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا؟

خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا مستحب ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۶۱)

امداد الاحکام میں ہے: ’’عصا لینا بوقتِ خطبہ سنت ہے، مگر سنتِ مقصودہ نہ سمجھے، گاہے ترک بھی کردے‘‘۔ (امداد الاحکام ۲/۳۵۰)

ایک شخص کا خطبہ دینا دوسرے کا نماز پڑھانا؟

جمعہ میں ایک آدمی کا خطبہ پڑھنا اور دوسرے کا اجازتِ خطیب سے نماز پڑھانا جائز ہے، مگر اس مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ بلا ضرورت ایسا کرنے کو بعض نے منع کیا ہے، لہذا اس سے احتراز اولیٰ ہے۔ (امداد الاحکام ۲/۳۴۹)

مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ: ’’بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے نماز بھی وہی پڑھائے، تاہم اگر دوسرے نے نماز پڑھادی تب بھی جائز ہے‘‘۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل قدیم ۲/۴۱۱)

خطبۂ جمعہ کے دوران خطیب کو لقمہ دینا؟

چوں کہ خطبہ میں کوئی متعین مضمون پڑھنا ضروری نہیں، اگر ایک مضمون میں خطیب رک گیا تو اور کچھ پڑھ سکتا ہے، لہذا لقمہ دینے کی ضرورت نہیں اور حالت خطبہ میں ہر قسم کا تکلم (بات چیت کرنا) ناجائز ہے، اس لیے لقمہ دینا بھی ناجائز ہے۔ (احسن الفتاوی ۴/۱۵۱)

خطبہ کے دوران بات چیت کرنا؟

خطبہ کو دھیان سے سننا واجب ہے اور خطبہ کے دوران بالکل خاموش رہنا بھی واجب ہے، اس درمیان کسی قسم کی بات چیت جائز نہیں ہے، بلکہ بات کرنے والے کو زبان سے یوں کہنا کہ ''چپ رہو'' یہ بھی درست نہیں ہے۔ (شامی کراچی ۲/۱۵۹-۱۶۰)

خطبہ کے دوران بات چیت کرنے والے کو روکنا؟

اگر خطبۂ جمعہ کے دوران بچے شور کرتے ہوں تو ان کو سر اور ہاتھ کے اشارہ سے روکا جاسکتا ہے، لیکن زبان سے کچھ نہ کہا جائے، کیوں کہ زبان سے بولنا جائز نہیں ہے، البتہ خطیب کے لئے زبان سے روکنا جائز ہے۔ (درمختار زکریا ۳/۳۶، طحطاوی علی الدر ۱/۳۴۷ مکتبہ اتحاد)

خطبۂ جمعہ شروع ہونے سے پہلے گردنیں پھلانگ کر آگے خالی جگہ پر کرنا؟

امام سے قریب ہونا دور ہونے کی بنسبت افضل ہے، خطبۂ جمعہ شروع ہونے سے پہلے امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا جائز ہے جب کہ لوگوں کو ایذا نہ دے، مثلاً کسی کا کپڑا نہ دبائے، یا کسی کے بدن پر پاؤں نہ رکھے، اس لئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ جب تک امام نے خطبہ شروع نہیں کیا آگے بڑھے اور محراب سے قریب ہوتا کہ پیچھے سے آنے والوں کے لئے گنجائش ہو اور امام سے قریب ہونے کی فضیلت حاصل کرے اور جب پہلے لوگوں نے ایسا نہیں کیا تو بلا عذر اپنی جگہ ضائع کی پس جو شخص بعد میں آیا اس کو اس جگہ کے لینے کا اختیار ہے اور مجبوراً لوگوں کو پھلانگ کر جانا جائز ہے، اس لئے کہ قصور ان لوگوں کا کہ انہوں نے صف کو پہلے سے نہیں بھرا۔ (مستفاد از: عمدۃ الفقہ ۲/۴۵۰)

خطبۂ جمعہ کے وقت گردنیں پھلانگ کر آگے جانا؟

خطبۂ جمعہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آنے والے کو پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صف میں جانے کی کوشش کرنا شرعاً ناجائز و ممنوع ہے، حدیث میں ہے: ''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اسے جہنم کا پل بنایا جائے گا''۔ (ترمذی شریف ۱/۱۱۴، عمدۃ الفقہ ۲/۴۵۰)

خطبہ کے دوران کس طرح بیٹھا جائے؟

خطبہ کے دوران جس طرح آسانی ہو بیٹھا جاسکتا ہے، تاہم تشہد کی حالت میں بیٹھ کر خطبہ سننا بہتر ہے۔ (فتاوی ہندیہ ۱/ ۱۴۸)

خطبہ کے دوران درود شریف پڑھنا؟

خطبہ کے دوران چوں کہ زبان سے ذکرواذکار منع ہے، اس لئے خطبہ کے دوران نبی کریم ﷺ کا نام سنا جائے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھا جائے، زبان سے نہ پڑھا جائے۔ (شامی زکریا ۳/ ۳۵)

خطبہ کے دوران پنکھے سے ہوا کرنا؟

دورانِ خطبہ گرمی کی وجہ سے پنکھے سے ہوا کرنا استماعِ خطبہ کے خلاف ہے اور مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۸/ ۲۷۶، خیر الفتاوی ۳/ ۸۵)

جمعہ کی سنتیں پڑھنے کے دوران خطبہ شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر جمعہ کے دن سنتیں پڑھتے ہوئے خطبہ کی اذان شروع ہوجائے تو دو رکعت پر سلام پھیر دینا چاہئے پھر نماز کے بعد چار رکعت سنت دوبارہ پڑھا جائے، اور اگر اذان سے پہلے کسی نے تیسری رکعت شروع کردی تھی تو اب مختصر قراءت واذکار کے ساتھ چار رکعت پوری کرلے۔

(مستفاد از: شامی زکریا: ۲/ ۶۰۵-۵۰۷، الفتاوی التاتارخانیہ زکریا ۲/ ۵۷۷، کتاب النوازل ۵/ ۲۸۲)

جمعہ کے بعد چار رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں یا چھ رکعتیں؟

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد سنتِ مؤکدہ چار رکعتیں ہیں، جب کہ حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک چھ رکعات ہیں، اختلاف سے بچنے کے لئے پہلے چار رکعت پڑھیں، پھر دو رکعت اور پڑھ لیا کریں، نیز پہلے دو رکعت اس کے بعد چار رکعت پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ، ص: ۱۱۱، فتاوی رحیمیہ کراچی ۶/ ۱۱۱، فتاوی عثمانی ۱/ ۴۴۸، فتاوی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ ۲/ ۵۶۵)

مسائل سجدۂ سہو

سجدۂ سہو حسب ذیل وجھوں سے واجب ھوتاھے:

کسی واجب کواس کی جگہ سے مؤخر کردینے سے۔
کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کردینے سے۔
کسی واجب کودومرتبہ ادا کردینے سے۔
کسی واجب کو بدل دینے سے، جیسے بلند آواز سے قراءت والی نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کرنایا اس کے برعکس کردینے سے۔
نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کواس کی جگہ سے مؤخر کردینے سے۔
کسی فرض کواس کی جگہ سے مقدم کردینے سے۔
کسی فرض کو بھولے سے مکرر ادا کردینے سے۔ (مستفاد از: المحیط البرہانی بیروت ۱/۵۰۱، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۲۸)

کب تک سجدۂ سہو کرسکتا ہے؟

اگرکسی شخص پر سجدہ کرنا واجب تھا لیکن اس نے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور نماز کے منافی عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرلے۔ (درمختار زکریا ۲/ ۵۵۸۔۵۵۹)

سجدۂ سہو واجب تھا اور ادانہیں کیا؟

اگرکسی شخص کے ذمہ سجدۂ سہو واجب تھا اور بھول کر ادانہیں کرسکا تو نماز ناقص ہوگی، وقت کے اندر اس کا اعادہ کرنا ضروری ہے، اور وقت نکل جانے کے بعد دہرانے کی تاکید کم ہے، البتہ دہرالینا بہتر و مستحب ہے، لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دوبارہ لوٹانے کی صورت میں وہ نماز نفل ہوگی، فرض اس کا پہلے ہی ادا ہوگیا، گوکہ ناقص ادا ہوا، یہ دوبارہ نماز صرف تکمیل ثواب کے واسطے ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اگر وہ نماز جماعت کے ساتھ دوبارہ ادا کی گئی اور اس حالت میں کسی نے فرض کی نیت سے امام کی اقتدا کی تو اس کا فرض ادا نہ ہوگا، اس

کو دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۱)

سجدۂ سہو کرنا سمجھ میں نہیں آیا؟

اگر نماز میں کوئی سہو ہو جائے اور مسئلہ سمجھ میں نہ آئے کہ اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا یا نہیں، پس ایسی صورت میں سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہئے، البتہ بعد میں کسی معتبر عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۱۔۵۲)

شبہہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں

اگر کسی شخص کو نماز میں کسی واجب کے چھوٹ جانے کا شک ہو گیا تو اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں، البتہ اگر ظن غالب ہو تو پھر نماز کے اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۲)

مقتدی کا امام سے سجدۂ سہو کرانا؟

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ مقتدی امام سے سجدۂ سہو کراتا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب امام پہلا سلام پھیرتا ہے تو مقتدی تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا جاتا ہے، پھر امام اور تمام لوگ اس کے اتباع میں سجدۂ سہو کرتے ہیں، پس اگر ایسی صورت پیش آگئی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۳)

محض شک کی وجہ سے سجدۂ سہو کرلیا؟

اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا مگر اسے خواہ مخواہ سجدہ کے واجب ہونے کا شک ہو گیا، پس محض شک کی وجہ سے اس نے سجدۂ سہو کرلیا تو فتویٰ اس قول پر ہے کہ اس کی نماز درست ہے۔ (مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۴، الفتاوی الہندیہ ۱/۱۰۲ بیروت)

کئی غلطیوں پر ایک مرتبہ سجدۂ سہو کافی ہے

اگر کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہو جائیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں صرف ایک مرتبہ سجدۂ سہو کرلینا سب کی تلافی کے لئے کافی ہے۔ (مستفاد از: الفتاوی التاتارخانیہ بیروت ۱/۴۶۵، مسائل سجدۂ سہو، ص:۵۴)

رکعت کی تعداد میں سہو کے مسائل

پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا؟

اگر کوئی شخص پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوا تو اگر ایک رکن (تین تسبیح) کی مقدار سے کم بیٹھا ہے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر ایک رکن کی مقدار یا اس سے زیادہ بیٹھا رہا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

(فتاوی عثمانی ۱/ ۴۹۱۔۴۹۲، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۶۴)

رکعت کی تعداد میں شک؟

اگر کسی شخص کو نماز میں شک ہوگیا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں ہیں یا چار اور اسے اس طرح کا اکثر وبیشتر شک ہوتا رہتا ہے تو دل میں سوچے، جس طرف زیادہ رجحان ہو اس پر عمل کرے، اگر رجحان تین رکعت کا ہو تو ایک رکعت اور پڑھے اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۶۵)

اگر کسی طرف رجحان نہ ہو بلکہ دونوں طرف خیال برابر رہا تو تین ہی رکعت سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھے، اس صورت میں تیسری رکعت میں قعدہ کر کے کھڑا ہو اور چوتھی رکعت پڑھے، پھر اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۶۵)

اسی طرح اگر پہلی اور دوسری رکعت میں شک ہوا اور کسی طرف رجحان نہ ہو تو ایک ہی رکعت سمجھے، لیکن اس پہلی رکعت پر قعدہ کرے، اس خیال سے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پوری قراءت کے ساتھ پڑھ کر پھر قعدہ کرے، پھر تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ کرے اس خیال سے کہ شاید یہ چوتھی رکعت ہو، پھر چوتھی رکعت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۶۶)

اسی طرح اگر دوسری یا تیسری رکعت میں شک ہوا اور کسی جانب رجحان نہ ہو تو دو رکعت سمجھے اور اس دوسری رکعت میں قعدہ کر کے تیسری رکعت پڑھے پھر قعدہ کرے اس خیال سے کہ

شاید یہ چوتھی رکعت ہو، پھر چوتھی رکعت پڑھ کر اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:٦٦)

فائدہ: یہ مسئلہ اس شخص کے لئے ہے جس کو اکثر و بیشتر شک ہونے کی عادت ہو اور بار بار ایسا شبہ ہوتا رہتا ہو، لیکن اگر کسی کو ایسی عادت نہیں ہے اور اتفاق سے رکعت کی تعداد میں شک ہوگیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ نماز توڑ دے اور از سرِ نو نماز پڑھے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:٦٦، کتاب النوازل ۳/٦١٦ و ٦١٨)

امام چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا؟

امام اگر چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر بھولے سے پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو ایسی صورت میں مقتدیوں کو امام کی اقتدا نہیں کرنی چاہیئے بلکہ مقتدی حضرات بیٹھے رہیں اور امام کو ''سبحان اللہ'' یا ''اللہ اکبر'' کہہ کر لقمہ دیں، اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے واپس آجائے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو اور سلام میں اقتدا کریں، لیکن اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لے تو اب مقتدیوں کو مزید انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ وہ سلام پھیر کر اپنی نماز پوری کر لیں۔ صورت بالا میں اگر امام نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کو چاہیئے کہ وہ چھٹی رکعت بھی ملا لے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے، اس کے چار فرض صحیح ہوگئے اور اخیر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ (شامی زکریا ۲/۳۵۰، عمدۃ الفقہ ۲/۲۱۸)

یقین کے ساتھ چار رکعت پڑھی پھر سلام کے بعد کسی نے شک دلایا؟

اگر کسی نے اپنے یقین کے ساتھ چار رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرا، سلام کے بعد ایک دو آدمیوں نے کہا کہ تم نے تین ہی رکعت پر سلام پھیرا ہے تو ایسی صورت میں وہ اپنے یقین کے مطابق عمل کرے، اس کی نماز صحیح ہے، دوسروں کا قول معتبر نہ ہوگا۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:٦٨)

شک کے ساتھ چار رکعت پڑھی پھر سلام کے بعد دو معتبر لوگوں نے خبر دی؟

اگر منفرد یا امام کو رکعتوں کی ادائیگی میں شک ہوا، جب اس نے سلام پھیرا تو دو معتبر لوگوں نے اس کو خبر دی، تو ان کی بات کا اعتبار کرنا واجب ہے اور اگر ایک معتبر شخص نے خبر دی کہ تو نے تین رکعتیں پڑھی ہیں اور نمازی کو چار رکعت کا یقین نہیں بلکہ گمان غالب ہے تو امام

محمدؒ کے نزدیک اس کا لوٹانا احتیاطاً واجب ہے، اور دوسرے حضرات کے نزدیک اس کو اپنی رائے پر عمل کرنا چاہئے اور خبر دینے والے کے قول کا اعتبار نہ کرے، لیکن ان کے نزدیک لوٹالینا مستحب ہے، اور اگر یقینی طور پر چار رکعت پڑھنا یاد ہو تو پھر کسی کے نزدیک لوٹانا واجب نہیں ہے۔ (مستفاد از: عمدة الفقه ۳۸۲/۲)

امام کو شک ہو گیا کہ ایک رکعت پڑھائی یا دو؟

کسی امام نے دو رکعت نماز پڑھائی اور دوسرے سجدہ سے اٹھتے وقت اس کو شک ہو گیا کہ ایک رکعت ہوئی یا دو، پس کنکھیوں سے مقتدیوں کی طرف دیکھنے لگا کہ اگر وہ اٹھیں تو میں بھی اٹھوں اور اگر وہ بیٹھ جائیں تو میں بھی بیٹھ جاؤں، غرض لقمہ دئے جانے کی صورت پیدا کی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۶۹)

پانچ رکعتیں پڑھ لیں؟

اگر کسی شخص نے چار رکعت پر قعدۂ اخیرہ کیا اور پھر بھول کر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا رکوع وسجدہ بھی کر لیا اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کر لیا تو اس کی چار رکعت نماز صحیح ہو گئی، اور پانچویں رکعت لغو وبے کار سمجھی جائے گی، اور اگر چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا اور پانچ رکعتیں پڑھ لیں تو اس کا فرض نفل میں بدل جائے گا اور فرض دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۷۰)

قعدہ اور التحیات میں سہو کے مسائل

قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کے بعد خاموش رہا؟

اگر قعدۂ اولیٰ میں ''التحیات'' پڑھ کر ایک رکن کی مقدار یعنی تین مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہنے کے بقدر یا اس سے زیادہ خاموش بیٹھا رہا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن کی مقدار سے کم خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۲۷۶ بیروت، مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۷۳)

فرض نماز میں قعدۂ اولیٰ میں درود شریف کا کچھ حصہ پڑھ دیا؟

فرض یا واجب یا سنن مؤکدہ نماز میں قعدۂ اولیٰ میں بھول کر اگر التحیات کے بعد درود شریف پورا پڑھ لیا، یا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" تک پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (ردالمحتار ۱/ ۵۶۶، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۱)

نفل نماز کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف بھی پڑھ دیا؟

چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور اس کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف بھی پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں، بلکہ چار رکعت والی نفل نمازوں میں دو رکعت پر تشہد پڑھنے کے بعد درود پڑھ کر ہی اٹھنا چاہیے، یہی مستحب ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو: ۷۳)

التحیات کا کچھ حصہ چھوٹ گیا؟

اگر کسی نے قعدۂ اولیٰ یا قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور اس کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل نماز۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۲)

قعدۂ اولی بھول گیا؟

اگر کوئی شخص چار رکعت والی فرض نماز یا سنتِ مؤکدہ نماز میں قعدۂ اولی یعنی دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (درمختار مع شامی بیروت ۲/ ۸۶، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۲)

قعدۂ اولیٰ میں دو مرتبہ التحیات پڑھ لی؟

اگر کسی نے فرض، واجب اور سنن مؤکدہ نماز کے قعدۂ اولیٰ میں دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا، لیکن اگر نفل نماز ہے تو اس میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: ۱۴۴۲۰۶۲۰۱۰۶۹، مسائل سجدہ سہو: ۷۳)

قعدۂ اخیرہ میں دو مرتبہ التحیات پڑھ لی؟

اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ میں دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی بیروت ۱/ ۵۰۵، مسائل سجدۂ سہو، ص:۷۳)

قعدۂ اولیٰ میں بھول کر سلام پھیر دیا؟

اگر قعدۂ اولیٰ میں بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا، اس کے فوراً بعد یاد آیا پس اگر قبلہ سے سینے کا رخ موڑے بغیر اور کوئی بات چیت کئے بغیر فوراً کھڑے ہوکر بقیہ نماز پوری کی اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو نماز درست ہوجائے گی۔(درمختار مع ردالمحتار ۲/۵۵۹ زکریا)

قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر امام کھڑا ہوگیا پھر لقمہ ملا تو بیٹھ گیا؟

امام بھولے سے قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوگیا، مقتدیوں نے لقمہ دیا تو بیٹھ گیا تو اگرچہ اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ کھڑے ہوجانے کے بعد قعدہ کی طرف نہ لوٹتا، بلکہ اخیر میں سجدۂ سہو کرلیتا، لیکن اگر لوٹ گیا تو بھی راجح قول کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے، البتہ اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، البتہ امام اگرچہ قعدہ کی طرف لوٹ گیا پھر بھی مقتدیوں کو نہیں لوٹنا چاہئے، کیوں کہ ایسی غلطی میں امام کا اتباع نہیں ہے۔(مستفاداز: مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۷٤، کتاب النوازل۳/٦١٥،و ٦٢٨و ٦٣٢، منحة الخالق على البحر الرائق ۲/۱۰۱)

قعدۂ اولیٰ کئے بغیر کس حد تک اٹھ جانے پر سجدۂ سہو واجب ہے؟

اگر دو رکعت پڑھ کر قعدۂ اولیٰ نہیں کیا اور بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا، پس اگر اس قدر کھڑا ہوگیا کہ گھٹنے زمین سے علیحدہ نہیں ہوئے یا گھٹنے زمین سے علیحدہ ہوگئے لیکن ابھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا ہے بلکہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کی درمیانی حالت میں ہے اور اس وقت یاد آگیا تو اسے بیٹھ جانا چاہئے، اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا یا سیدھا کھڑا ہونے کے قریب ہوگیا تو پھر نہ لوٹے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔(ابوداؤد ۱/۱٦۸، رقم:۱۰۳٦، مسائل سجدۂ سہو، ص:۷۵)

درود شریف دو مرتبہ پڑھ لیا؟

کسی نے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف دو مرتبہ پڑھ لی، یا نصف درود شریف دوبارہ پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔(مستفاداز: احسن الفتاوی ۴/۲۹، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۵)

آخری رکعت میں التحیات کے بعد کھڑا ہوگیا پھر بیٹھ گیا؟

کوئی شخص آخری رکعت میں یعنی قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہوا پھر فوراً بیٹھ گیا یا کچھ پڑھ کر بیٹھا دونوں صورتوں میں بیٹھ کر فوراً سلام پھیرے پھر سجدۂ سہو کرے اس کے بعد تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۶)

قعدۂ اخیرہ نہیں کیا اور کھڑا ہوگیا؟

اگر کسی نے بھول کر قعدۂ اخیرہ نہیں کیا اور پانچویں یا تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا اور پانچویں یا تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اس کا یہ فرض نفل میں بدل جائے گا، لہذا اسے چاہئے کہ ایک رکعت اور ملا کر چار یا چھ رکعت پوری کرے، یہ چھ رکعتیں نفل ہوجائیں گی، فرض نئے سرے سے پڑھنا ہوگا اور اگر پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوا پھر قعدۂ اخیرہ کے لئے لوٹ آیا تو اس صورت میں اس کا فرض درست ہے اور اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

(مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۶۔۷۷، عمدۃ الفقہ ۲/۳۶۸)

مغرب کی نماز میں قعدۂ اخیرہ نہیں کیا؟

اگر کوئی شخص مغرب کی نماز میں قعدۂ اخیرہ چھوڑ کر بھولے سے چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو چوتھی رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرلے، اس کی نماز درست ہے، اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ کرلینے کے بعد یاد آیا تو اس کی چاروں رکعتیں نفل ہوں گی، اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے اور اسے فرض از سرِ نو پڑھنا ہوگا۔ (مستفاد از: مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۷۷)

امام بیٹھ گیا تو یاد آنے پر دوبارہ تکبیر کہتے ہوئے اٹھنا چاہئے

اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پیچھے سے مقتدی نے لقمہ دیا، یا خود ہی یاد آگیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہئے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو:۷۹۔۸۰)

مقتدی کی تسبیح پوری ہونے سے پہلے امام اٹھ گیا؟

اگر مقتدی نے رکوع کی تسبیح یا سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ پوری نہیں پڑھی کہ امام اٹھ گیا تو

مقتدی کو بھی سر اٹھا لینا چاہئے، تسبیحات کی تعداد پوری کرنے کی غرض سے تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۸۹)

مسبوق کے مسائل

مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جو آدمی جماعت کی نماز میں امام کے ساتھ شروع سے شریک نہ رہا ہو، بلکہ اس کی ایک رکعت یا زیادہ چھوٹ گئی ہو تو اسے ''مسبوق'' کہتے ہیں۔

مسبوق بہر صورت امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہوا ہے اور وہ آخر میں سجدۂ سہو کر رہا ہے تو مسبوق بھی سجدۂ سہو میں امام کے تابع ہے، چنانچہ امام کے ساتھ ساتھ مسبوق بھی سجدۂ سہو کرے گا، اگر چہ امام سے بھول مسبوق کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے ہوئی ہو یا اس کے نماز میں شامل ہونے کے بعد ہوئی ہو، البتہ مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو سے پہلے دائیں طرف جو سلام پھیرا جاتا ہے وہ سلام نہیں پھیرے گا، صرف دونوں سجدوں میں شریک ہو جائے گا۔ (شامی زکریا ۲/ ۵۴۶۔۵۴۷)

رکعت پانے کے لئے دوڑنا؟

اگر امام صاحب رکوع میں ہیں تو تاخیر سے آنے والے لوگ رکوع میں شرکت کرنے کے لئے دوڑتے ہیں، شریعت کی رو سے ایسا کرنا درست نہیں بلکہ منع ہے، جماعت میں شامل ہونے کے لئے اطمینان ووقار کے ساتھ آئیں، ایک حدیث میں ہے: ''جب تم اقامت سنو تو نماز کے لئے اطمینان ووقار سے چلو، اور دوڑو نہیں''۔ (بخاری ۱/ ۸۸، مسلم ۱/ ۲۲۰)

جسے مغرب کی ایک رکعت ملی وہ قعدہ کب کرے؟

اگر کسی کو مغرب کی نماز میں صرف آخر کی ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ امام کے

سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہوکر اپنی دو رکعتیں اس طرح پوری کرے کہ ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرے اور التحیات پڑھ کر کھڑا ہوکر بقیہ ایک رکعت اور ادا کرے اور نماز پوری کرے۔
(مستفاد از: شامی زکریا ۲/ ۳۴۷، حلبی کبیر اشرفیہ ۴۶۹)

امداد الاحکام میں ہے: ''یہ قعدہ قولِ معتمد پر واجب ہے، اس کو قصداً ترک نہ کیا جائے البتہ اگر سہواً رہ گیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں''۔ (امداد الاحکام ۲/ ۲۹۹)

فتاویٰ ریاض العلوم میں ہے: ''چار رکعت اور تین رکعت والی نماز سے ایک رکعت پانے والا مسبوق امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو رکعت پڑھ کر قعدہ کرے گا، اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کرے گا، اسی کے قائل ائمہ ثلاثہؒ ہیں اور اسی پر اکثر مشائخ نے فتویٰ بھی دیا ہے اور اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، البتہ شیخینؒ (امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے قول پر عمل کرنا جائز ہے، یعنی اگر دو رکعت پڑھ کر قعدہ کرے تو نماز ہو جائے گی اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا، لیکن ایسے قول پر عمل کرنا کوئی دانشمندی نہیں جس سے عوام تشویش میں مبتلا ہوں''۔ (فتاوی ریاض العلوم ۲/ ۷۷)

جس حالت میں امام کو پائے نماز میں شریک ہوجائے

اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں آیا کہ جماعت ہو رہی ہے تو امام جس حالت میں بھی ہو اسی میں شامل ہو جائے، اگر امام سجدہ میں ہے تو سجدہ میں، جلسہ میں ہے تو جلسہ میں، اور قعدہ میں ہے تو قعدہ میں شریک ہو جائے، امام کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کرے، کیوں کہ بلاوجہ تاخیر کرنا حضور ﷺ کے حکم کے خلاف عمل ہے۔ (مستفاد از: نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۱/ ۱۵۲، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۴۵۳ ہندیہ زکریا ۱/ ۹۱)

ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کرنا؟

دو آدمی ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوئے اور دونوں کی کچھ رکعتیں نکل گئیں تھیں، امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب دونوں اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے اٹھے تو ان میں سے

ایک کو شک ہوگیا کہ اس کی کتنی رکعتیں چھوٹی ہیں، تو اس نے اپنے ساتھی کے دیکھا دیکھی اس کے مانند نماز پوری کی تو اس شخص کی نماز صحیح ہوگئی، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، مگر یاد رہے کہ اپنے اس ساتھی کی اقتدا نہ کی ہو یعنی اس کو امام نہ بنایا ہو کہ جب وہ رکوع کر رہا ہو تو یہ بھی رکوع کر رہا ہو، اور جب وہ سجدہ کر رہا ہو تو یہ بھی سجدہ کر رہا ہو، ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۴۸)

امام کے سجدۂ سہو کے سلام کے ساتھ مسبوق کا سلام پھیرنا؟

جب امام سجدۂ سہو کا سلام پھیرے تو مسبوق سلام پھیرنے میں امام کی متابعت نہیں کرے گا (یعنی سلام نہیں پھیرے گا) بلکہ صرف سہو کے سجدے امام کے ساتھ کرے گا اور تشہد پڑھے گا، اور اگر جان بوجھ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو کا سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور جان بوجھ کر سلام پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسبوق یہ جانتے ہوئے سلام پھیرے کہ ابھی اس کی ایک یا چند رکعات باقی ہیں، پس اگر کسی مسبوق نے مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے سلام پھیرا تو اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی، یہ بھی جان بوجھ کر سلام پھیرنا ہے اور مسئلہ نہ جاننا عذر نہ ہوگا۔ اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام بھول کا سہوا پھیرا یعنی یہ سمجھا کہ میں مسبوق نہیں ہوں، میری نماز بھی مکمل ہو رہی ہے، تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور اس پر سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔ (مستفاد از: بدائع الصنائع/ بیان من یجب علیه سجود السهو ١/ ٤٢٢)

امام کے نماز کے سلام کے ساتھ مسبوق کا سلام پھیرنا؟

جب امام نماز کا سلام پھیرے تو مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں ہے، اگر مسبوق نے امام کے ساتھ جان بوجھ کر سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر بھولے سے سلام پھیرا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر ایسی صورت میں مسئلہ کی تین شکلیں بنتی ہیں:

(۱) مسبوق کا سلام پھیرنا امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہو۔ (یہ صورت عموماً پیش نہیں آتی)

(۲) مسبوق کا سلام پھیرنا امام کے سلام پھیرنے کے بالکل ساتھ ساتھ ہو۔ (یہ صورت بھی عموماً پیش نہیں آتی)

(۳) مسبوق کا سلام پھیرنا امام کے سلام پھیرنے کے کچھ بعد ہو۔ (یہی صورت عام طور پر پیش آتی ہے)

حکم: پہلی دونوں صورتوں میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور آخری یعنی تیسری صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے۔ (مستفاد از: عمدۃ الفقہ کراچی ۲/۲۲۴، بدائع الصنائع/ بیان من یحب علیه سجود السهو ۱/۴۲۲)

مسبوق کے بیٹھتے ہی امام قعدۂ اولیٰ سے کھڑا ہو گیا تو مسبوق کیا کرے؟

اگر کوئی شخص امام کے پیچھے اقتدا کر کے قعدۂ اولیٰ میں بیٹھا ہی تھا کہ امام قعدۂ اولیٰ سے کھڑا ہو گیا تو اس کو چاہئے کہ اپنی "التحیات" پوری کر کے اٹھے، لیکن اگر "التحیات" پوری کئے بغیر ہی کھڑا ہو گیا تو بھی اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ہندیہ زکریا جدید ۱/ ۱۴۸، کتاب النوازل ۴/ ۴۷۵)

مسبوق کا تشہد پورا کرنا ضروری ہے

اگر کوئی شخص جماعت میں قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں شریک ہوا اور ابھی "اَلتَّحِیَّاتُ" پوری نہیں کیا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یا امام نے سلام پھیر دیا تو اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ "اَلتَّحِیَّاتُ" پوری کر کے کھڑا ہو، اگر "اَلتَّحِیَّاتُ" پوری کئے بغیر اٹھ گیا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (رد المحتار ۲/ ۱۹۹۔۲۰۰ زکریا، احسن الفتاوی ۳/ ۲۷۶ زکریا، امداد الفتاوی ۱/ ۵۱۰ زکریا، فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۶/ ۵۶۰)

مسبوق نے بھول کر سلام پھیر دیا اور دعا بھی کر لی پھر یاد آیا؟

مسبوق نے امام کے ساتھ بھول کر سلام پھیر دیا، پھر ہاتھ اٹھا کر عربی زبان میں دعا بھی مانگ چکا پھر اسے یاد آیا پس اگر بات چیت نہیں کی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا ہے تو اٹھ جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے، اس کی

نماز صحیح ہوجائے گی، لیکن اگر اس نے اردو میں دعا مانگی تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس کو دہرانا ضروری ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۹۶۔۹۷، کتاب النوازل ۴/ ۴۷۹)

مسبوق قعدۂ اخیرہ میں امام کے ساتھ صرف التحیات پڑھے

امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں مسبوق کو چاہئے کہ صرف التحیات پڑھے اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے تک ختم ہو اور اگر پہلے ہی پڑھ لیا تو اسے اختیار ہے، جی چاہے تو چپ چاپ بیٹھا رہے اور چاہے تو کلمۂ تشہد یعنی ”أَشْهَدُ أَن لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“ پڑھے اور چاہے تو پوری التحیات دوبارہ پڑھے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۹۸۔۹۹)

مسبوق نے امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ میں درود اور دعا بھی پڑھ لی؟

اگر مسبوق نے امام کے پیچھے قعدۂ اخیرہ میں ”اَلتَّحِيَّاتُ“ پڑھ کر درود شریف اور دعائے ماثورہ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، إلخ بھی پڑھ لی تو اس پر بعد میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص: ۹۹)

امام کے ”السَّلامُ“ کہنے کے بعد مسبوق شریک ہوا؟

اگر کوئی شخص امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہوا یعنی امام کے لفظِ ”السَّلامُ“ کہنے کے بعد اور لفظِ ”عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ“ کہنے سے پہلے شریک ہوا تو اس کی شرکت اور اقتدا صحیح نہ ہوگی، کیوں کہ ”السَّلامُ“ کی میم پر نماز ختم ہوجاتی ہے، اس لئے اس صورت میں وہ شخص اپنی نماز الگ پڑھے اور تحریمہ علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اور اپنے آپ کو امام کا مقتدی نہ سمجھے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو: ۹۹)

جماعت میں شرکت کے لئے تکبیرِ تحریمہ کہی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا؟

اگر جماعت میں شامل ہونے کے لئے کسی شخص نے تکبیرِ تحریمہ کہی اس کے بعد امام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص جماعت میں شامل ہوگیا، اپنی نماز شروع کرے اور اس کو قعدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۲/ ۱۷)

مسبوق اپنی بقیہ نماز امام کے پیچھے کیسے پڑھے؟

امام کے پیچھے آخری رکعت میں آ کر مسبوق شریک ہوا یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی تو اگر وہ چار رکعت والی نماز ہے تو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں اس طرح پڑھے گا کہ پہلی رکعت میں ثناء، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے گا، پھر رکوع اور سجدہ کر کے قعدہ کرے، پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۰)

مسبوق ثنا کب پڑھے؟

مسبوق کے لئے حکم یہ ہے کہ جس وقت اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھنے کے لئے اٹھے اس وقت ثنا پڑھے اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہوا اس وقت اگر امام قراءت بلند آواز سے کرتا ہو تو نہ پڑھے اور اگر امام قراءت آہستہ کرتا ہو تو اس وقت پڑھ سکتا ہے، پھر جب اپنی قرأت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اس وقت دوبارہ پڑھے گا اور اگر مسبوق امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ میں شریک ہو تو تکبیر تحریمہ کے بعد ہی ثناء پڑھ لینی چاہئے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۱)

مسبوق رکوع میں ملے تو تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ملے

امام رکوع یا سجدہ کی حالت میں ہے اور کوئی شخص آ کر امام کے ساتھ شریک ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے اس کے بعد رکوع یا سجدہ میں جانا چاہئے اور اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے بغیر رکوع یا سجدہ میں چلا گیا تب بھی نماز صحیح ہے۔

(مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۱)

رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کے بعد رکوع کی تکبیر بھی کہے

اگر امام رکوع میں ہے اور اس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہے پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک

ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۱۔۱۰۲)

رکوع اور رکعت پانے والا کب شمار ہوگا؟

اگر امام رکوع میں ہو اور کوئی شخص آ کر اس میں شریک ہوتا ہے تو اگر تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد رکوع کے لئے بالکل جھکا ہی نہیں اتنے میں امام نے رکوع سے سر اٹھالیا، یا جھکا تھا لیکن رکوع کی حد سے کم اتنے میں امام نے رکوع سے مکمل طور پر اپنا سر اٹھالیا تو مقتدی وہ رکوع اور رکعت پانے والا شمار نہ ہوگا اور اگر امام کو ایک لمحہ بھی رکوع کی حالت میں پالیا، بلکہ امام اگر جھکی ہوئی حالت میں تھا اور بمقابل قیام کی کیفیت کے رکوع کی کیفیت سے قریب تھا اگر چہ ایک مرتبہ بھی رکوع کی تسبیح نہ پڑھ سکا، تب بھی وہ اس رکوع اور رکعت کو پانے والا سمجھا جائے گا۔ (مستفاد از: تقریرات رافعی ۲/۹۶، کتاب الفتاوی ۲/۲۹۲۔۲۹۳)

امام نے سورہ ''الناس'' پڑھی ہو تو مسبوق کون سی سورہ پڑھے؟

ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس'' پڑھی تو اس صورت میں مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعت میں اختیار ہے پورے قرآن میں سے جو سورہ چاہے اور جہاں سے چاہے پڑھے، کیوں کہ قراءت کے سلسلہ میں باقی ماندہ نماز ابتدا کے حکم میں ہوتی ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۳)

نمازِ وتر میں سہو کے مسائل

وتر کی نماز میں سہو

امام نے اگر ماہِ رمضان میں وتر کی نماز میں آہستہ آواز سے قراءت کی تو خواہ کسی رکعت میں کی ہو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۴)

وتر کی دوسری اور تیسری رکعت میں شک ہو گیا؟

کسی کو وتر کی نماز میں شک ہو گیا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری اور کسی طرف رجحان نہ

ہوا تو ایسی صورت میں اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے پھر قعدہ کر کے ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔(مسائلِ سجدۂ سہو،ص:۱۰۴)

مقتدی کی دعائے قنوت پوری ہونے سے پہلے امام رکوع میں چلا گیا؟

امام وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی پوری دعائے قنوت نہ پڑھ سکا تو مقتدی کو چاہئے کہ دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔(مسائلِ سجدۂ سہو،ص:۱۰۵)

دعائے قنوت پہلی یا دوسری رکعت میں پڑھی؟

کسی نے وتر کی نماز میں بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھ لی تو اس کو تیسری رکعت میں بھی دعائے قنوت پڑھنی ہوگی اور اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔(مسائلِ سجدۂ سہو،ص:۱۰۵)

دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیا کریں؟

رمضان شریف میں امام وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو سکتے ہوں تو دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک ہو جائیں اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہو سکتے تو مقتدی بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلے جائیں، البتہ اخیر میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔(مستفاد از: مسائلِ سجدۂ سہو،ص:۱۰۵-۱۰۶، کتاب المسائل ۱/۳۴۴)

اور اگر کوئی شخص دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو نہ رکوع میں دعائے قنوت پڑھے اور نہ ہی اسے دوبارہ کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت ہے، بلکہ اخیر میں سجدۂ سہو کر لے، لیکن اگر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو بھی نماز درست ہو جائے گی، البتہ اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔(کتاب المسائل ۱/۳۴۴)

دعائے قنوت کے لئے "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہنا بھول گیا؟

وتر کی نماز میں جس طرح دعائے قنوت چھوڑ دینے پر سجدۂ سہو واجب ہے اسی طرح اگر

دعائے قنوت کے لئے "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہنا چھوڑ دیا تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ (الفتاوی الہندیہ ۱/۱۶۱)

وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا؟

رمضان شریف میں وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں آ کر شریک ہوا، پس اگر تیسری رکعت پوری پالی تو امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے، پھر بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہوا تب بھی اسے بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۶)

وتر کی دوسری رکعت میں قعدہ نہیں کیا؟

اگر کسی نے وتر کی نماز میں دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، جس طرح مغرب کی نماز میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اسی طرح احناف کے یہاں وتر کی نماز میں بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور اس کے چھوٹ جانے پر سجدۂ سہو واجب ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۶۔۱۰۷، ردالمحتار ۲/۵۶۹ زکریا)

دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع کرلیا، یاد آنے پر اٹھ کر قنوت پڑھا پھر رکوع کیا؟

اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت بھولے سے چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا تو کھڑا ہو گیا اور تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھی اور دوبارہ رکوع کیا تو اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۷)

تراویح میں سہو کے مسائل

تراویح میں امام نے آہستہ قراءت کی؟

تراویح کی نماز میں اگر امام نے آہستہ آواز سے قراءت کی اور تین چھوٹی آیتوں سے زیادہ آہستہ پڑھ لیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۸)

تراویح چار رکعت پڑھ لی؟

اگر امام تراویح کی نماز میں دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا اور چوتھی رکعت بھی پڑھ لی تو اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، مگر اس صورت میں پہلی دو رکعتیں قعدۂ اخیرہ کے چھوڑنے کی وجہ سے فاسد ہو گئیں اور ان دونوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کو دوبارہ پڑھنا ہوگا اور اخیر کی دو رکعتیں صحیح اور تراویح میں شمار ہوں گی اور اس میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا۔ (بدائع الصنائع بیروت ۲/۲۷۴، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۸)

تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر تین رکعت پڑھ لی؟

تراویح کی نماز میں دو رکعت پر قعدہ کئے بغیر امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر نہیں لوٹا بلکہ تیسری رکعت کا سجدہ کر کے قعدہ کیا تو سجدۂ سہو کے باوجود اس کی تینوں رکعتیں فاسد ہو گئیں، ان تینوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ (الفتاوی الہندیہ بیروت ۱/ ۱۲۵، مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۸۔۱۰۹)

تراویح میں قعدہ کر کے تین یا چار رکعت پڑھ لی؟

اگر امام تراویح کی نماز میں دوسری رکعت پر قعدہ کر کے تیسری رکعت کے لئے اٹھا اور پوری تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا تو پہلی دو رکعتیں تراویح کی صحیح ہوئیں اور تیسری رکعت بیکار ہوئی، اس تیسری رکعت میں پڑھے ہوئے قرآن کو دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

اور اگر دوسری رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہوا اور چار رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا تو چاروں رکعتیں صحیح ہو گئیں اور سب تراویح میں شمار ہوں گی اور اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (الفتاوی الہندیہ بیروت ۱/۱۳۲، مسائل سجدۂ سہو، ص:۱۰۹)

بھول ہو جانے پر خاموش ہو کر سوچنے لگا؟

تراویح پڑھاتے ہوئے حافظ صاحب اگر کہیں قرآن پاک بھول جانے کی وجہ سے

خاموش کھڑے ہوکر سوچنے لگیں، یا قعدہ میں سوچنے لگیں اور ایک رکن کی مقدار سوچتے رہے تو اس صورت میں سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۹)

بھول ہوجانے پر ادھر ادھر سے پڑھتا رہا؟

تراویح کی نماز پڑھاتے ہوئے امام صاحب کہیں بھول گئے تو ادھر ادھر مختلف سورتوں کی آیات پڑھتے رہے، اگر بھولی ہوئی آیت یاد آ گئی تو سیدھے پڑھنے لگے اور یاد نہیں آئی تو کچھ دیر تک پریشان ہوکر رکوع میں چلے گئے تو ان دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا ضروری نہیں ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۰۹-۱۱۰)

تراویح میں چھوٹی ہوئی آیتیں ایک دو روز کے بعد دہرائی؟

تراویح پڑھاتے ہوئے امام سے چند آیتیں پڑھنے سے سہواً رہ گئیں، اگلے دن معلوم ہوا، پس اگر ان آیتوں کے چھوٹ جانے سے معنی میں ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جس سے نماز فاسد ہوجائے تو جس دن یاد آ جائے پہلے ان چھوٹی ہوئی آیات کو پڑھے، پھر آگے جہاں سے پڑھنا ہے پڑھے، لیکن اگر چھوٹی ہوئی آیات سے معنی میں فاحش تبدیلی ہوگئی تو ان دو رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن دوبارہ پڑھنا ہوگا۔ (مستفاد از: مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۱۱)

امام پہلی ہی رکعت پر بیٹھ گیا؟

تراویح پڑھاتے ہوئے امام بھولے سے پہلی رکعت پر بیٹھ گیا مگر لقمہ ملنے پر فوراً اٹھ گیا تو اگر ایک رکن کی مقدار سے کم بیٹھا ہے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہیں، اور اگر ایک رکن کی مقدار بیٹھنے کے بعد اٹھا ہے تو اس پر اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۱۱)

جس کی تراویح رہ گئی ہے وہ وتر باجماعت پڑھ کر پوری کرے

اگر کوئی شخص دیر میں آیا اور اس کی تراویح کی چند رکعتیں چھوٹ گئیں تو وتر کی نماز باجماعت پڑھ کر اپنی باقی ماندہ رکعتیں پڑھے، جماعت کی فضیلت کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔ (مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۱۱۱)

سجدۂ تلاوت کے مسائل

نماز کے رکوع اور سجدہ میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا؟

اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً، یا دو تین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت بھی کرلے تو اس طرح بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے اور اگر رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تو جب نماز کا سجدہ کرے گا تو سجدۂ تلاوت بلا نیت کے بھی ادا ہوجائے گا، لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی اور مقتدیوں نے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی تو امام کا سجدۂ تلاوت تو ادا ہوجائے گا، مگر اب مقتدیوں کا نماز کے سجدہ میں جاکر بھی ادا نہیں ہوگا، اس لئے آسان صورت یہ ہے کہ امام رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے تاکہ نماز کے سجدہ میں امام اور مقتدیوں سب کا سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے۔

تنبیہ: مسئلہ سے لوگ واقف نہیں ہوتے اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت مستقل ادا کیا جائے۔ (مستفاد از: فتاوی رحیمیہ ۵/۲۰۱-۲۰۲، خیر الفتاوی ۲/۶۵۲، امداد الاحکام ۲/۳۰۰-۳۰۱)

آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد تین آیتیں پڑھ کر سجدہ کرنا؟

اگر نماز میں سجدہ کی آیت تلاوت کرنے کے بعد ایک دو آیتیں پڑھ کر سجدہ کیا تو نماز میں نقصان نہ آئے گا، نیز تین آیتوں کے بعد بھی سجدہ کرلیا تو اس کی بھی گنجائش ہے گو کہ خلافِ احتیاط ہے، اور اگر آیتِ سجدہ کے بعد چار آیتیں یا اس سے زیادہ پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو اس سے توبہ واستغفار کرے اور نماز ناقص رہی اور نماز کا اعادہ اس لئے واجب نہیں کہ اس واجب فوت شدہ کی تلافی نہیں ہوسکتی اور اگر بھولے سے اتنی تاخیر ہوئی تو اخیر میں سجدۂ سہو لازم ہے۔ (مستفاد از: امداد الاحکام ۲/۳۰۱-۳۰۲، کتاب المسائل ۱/۵۴۰، ۵۴۱)

منفرد نے امام سے آیتِ سجدہ سنی؟

جماعت سے نماز کے دوران امام نے آیتِ سجدہ پڑھی تو اس کو ایسے شخص نے بھی سنا جو تنہا

نماز پڑھ رہا تھا، تو اس کے ذمہ بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے، وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد الگ سے سجدۂ تلاوت کرے اور اگر اس نے نماز ہی میں سجدۂ تلاوت کرلیا تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا اور سجدۂ تلاوت پھر الگ سے ادا کرنا ہوگا۔ (مستفاد از: مسائلِ سجدۂ سہو، ص:۶۱)

امام سے آیتِ سجدہ سنی پھر اسی امام کی اقتدا کرلی

کسی شخص نے امام سے آیت سجدہ سنی پھر اس امام کے سجدۂ تلاوت ادا کرنے سے پہلے اس کے پیچھے نماز کی اقتدا کرلی تو ایسا شخص امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت ادا کرے گا، لیکن جس شخص نے امام سے آیت سجدہ سنی اور امام کے اس سجدۂ تلاوت کے ادا کرلینے کے بعد اسی رکعت میں اس کی اقتدا کرلی تو وہ اس سجدہ کو پالینے والا شمار ہوگا، لہذا ایسا شخص الگ سے سجدۂ تلاوت نہ کرے نہ ہی نماز میں اور نہ نماز کے باہر۔ (مستفاد از: بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۴۳۸)

آیتِ سجدہ سننے سے ہی سجدۂ تلاوت کا وجوب خواہ علم ہو یا نہ ہو؟

ایک شخص نے اس قدر بلند آواز سے آیتِ سجدہ پڑھی کہ آس پاس کے لوگوں نے بھی سن لیا، مگر انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ آیتِ سجدہ پڑھی گئی ہے اور نہ ہی پڑھنے والے نے اس کی اطلاع ہی دی، پھر بھی ان سب پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، البتہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت نہ کرنے میں وہ لوگ عند اللہ معذور ہیں، لیکن تلاوت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ سامعین کو اطلاع دے دے کہ میں نے آیتِ سجدہ پڑھی ہے، آپ لوگ سجدہ کرلیں۔ (مستفاد از: عالمگیری زکریا ۱/ ۱۹۲۔۱۹۳)

آیتِ سجدہ کا ترجمہ پڑھنے اور سننے سے سجدۂ تلاوت کا وجوب؟

اگر کسی شخص نے آیتِ سجدہ کا ترجمہ فارسی یا کسی اور زبان میں پڑھا تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، خواہ وہ اس کو آیت سجدہ کا ترجمہ سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو، اور سننے والا اگر سمجھتا ہے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے یا اس کو خبر دی جائے کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا اور اگر اسے یہ پتہ ہی نہ چل سکے کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس

پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ (مستفاد از: حاشیۃ الطحطاوي علی المراقي ۴۸۰ دار الکتاب دیوبند، قاضی خان زکریا ۱/ ۹۹، عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۸۸، کتاب المسائل ۱/ ۵۳۴)

نمازی نے غیرِ نمازی سے آیتِ سجدہ سنی؟

اگر کسی نماز پڑھنے والے نے غیر نمازی سے آیتِ سجدہ تلاوت کرتے ہوئے سنی تو نماز سے فراغت کے بعد سجدہ کرے، نماز میں نہیں۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۸۸-۵۸۹)

غیرنمازی نے نمازی سے آیتِ سجدہ سنی؟

اگر امام نے نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت کی، تو اس کو ایسے شخص نے بھی سنی جو امام کے ساتھ اس نماز میں شامل نہیں تھا، خواہ وہ الگ اپنی نماز پڑھ رہا تھا یا کسی اور کام میں مشغول تھا تو اس پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۴/ ۵۹)

نماز میں آیتِ سجدہ تلاوت کر کے سجدۂ تلاوت نہیں کیا؟

اگر کسی نے نماز کی حالت میں کوئی آیتِ سجدہ تلاوت کی، مگر نماز کے اندر سجدۂ تلاوت کرنا بھول گیا تو اب خارجِ نماز میں سجدۂ تلاوت کرنا درست نہیں ہے، کیوں کہ جو سجدۂ تلاوت نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہے اس کی ادائیگی نماز ہی کے اندر ضروری ہے، خارجِ نماز ممکن نہیں، لہٰذا ایسی صورت میں توبہ اور استغفار لازم ہے۔ (مستفاد از: مسائل سجدۂ سہو، ص: ۶۱)

ریڈیو، موبائل اور ٹی وی وغیرہ سے آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ کا حکم؟

آیتِ سجدہ سننے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ خود تلاوت کرنے والے سے براہ راست سنے اور اس کی زبان اس کے لئے متحرک ہو، لہٰذا اگر تلاوت کو ٹیپ کرلیا جائے، پھر اسے ریڈیو، یا ٹی وی کے ذریعہ نشر کیا جائے تو چوں کہ یہ براہ راست تلاوت کرنے والے کی آواز نہیں ہے، اس لئے سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو اور بغیر رکارڈ کے ڈاریکٹ قاری کی تلاوت نشر ہو رہی ہو تو پھر سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، یہی حال موبائل کے ذریعہ آیتِ سجدہ سننے کا بھی

ہے کہ عموماً پہلے رکارڈ کرلیا جاتا ہے، پھر اسے سنا جاتا ہے، اس لئے سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا، لیکن اگر کہیں کوئی تلاوت کررہا ہو اور اسی وقت ڈاریکٹ اس کی آواز موبائل کے ذریعہ سنی جارہی ہو تو ایسی صورت میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ (مستفاد از: جدید فقہی مسائل ۱/۱۱۶۔۱۱۷، کتاب المسائل ۱/۵۳۸، فتاوی ریاض العلوم ۲/۵۳۳۔۵۳۴)

مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا؟

اگر سجدۂ تلاوت مکروہ وقت میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو مکروہ وقت میں اس کو ادا کرنا کراہتِ تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، مگر تاخیر افضل ہے، لیکن اگر مکروہ وقت سے پہلے واجب ہوا ہے تو مکروہ وقت میں ادا کرنا جائز نہیں ہے، اگر کرلیا تو اعادہ لازم ہے۔

(مستفاد از: کتاب النوازل ۳/ ۲۶۵، الفتاوی التاتارخانیہ زکریا ۲/ ۱۴ارقم: ۱۵۱۷)

سجدۂ تلاوت فوراً ادا کرنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کسی وجہ سے سجدۂ تلاوت فوراً ادا کرنا ممکن نہ ہو تو ذیل کے کلمات پڑھ لئے جائیں: "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ"، پھر بعد میں جب ممکن ہو تو سجدہ کرلیں۔ (تاتارخانیہ زکریا ۲/۴۸۱)

سجدہ سے بچنے کے لئے آیتِ سجدہ چھوڑ کر پڑھنا؟

سجدہ سے بچنے کے لئے آیتِ سجدہ چھوڑ کر باقی کو پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ یہ ایک طریقہ سے سجدہ سے فرار اختیار کرنا ہے، جو مومنین کے اخلاق میں سے نہیں ہے۔

(کبیری، ص: ۴۳۷ دار الکتاب، عمدۃ الفقہ ۲/ ۳۹۹)

تلاوت کے دوران آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا چاہئے

کسی کے قریب قرآن کی تلاوت کررہا ہے تو آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا بہتر ہے تاکہ سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہو۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل قدیم ۲/ ۸۶)

متفرق مسائل

امام کے ساتھ کس وقت شریک ہونے میں تکبیرِ اولیٰ کا ثواب ملتا ہے؟

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک مقتدی کی تکبیرِ تحریمہ امام کی تکبیرِ تحریمہ کے بالکل ساتھ ساتھ ہونی چاہئے، جب کہ حضراتِ صاحبینؒ (امام ابویوسف اور امام محمد) کے نزدیک امام کی تکبیرِ تحریمہ کے بعد نماز میں شامل ہونے والے مقتدی کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی، لیکن صاحبینؒ کے نزدیک یہ فضیلت کب تک رہے گی اس کی تشریح میں کئی اقوال ہیں:

(۱) امام کے ثناء پڑھنے تک۔ (۲) امام کے آدھی سورۂ فاتحہ پڑھنے تک۔ (۳) امام کے پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے تک۔ (۴) پہلی رکعت ملنے تک۔ اِن اقوال میں تیسرا قول مختار ہے اور چوتھے قول کی تصحیح کی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو شخص تکبیرِ اولیٰ کی فضیلت حاصل کرنا چاہے اس کو پہلی رکعت میں جلد از جلد امام کے ساتھ شامل ہوجانا چاہئے اور اعلیٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ مقتدی تکبیرِ تحریمہ کے وقت حاضر ہو اور امام کی تکبیرِ تحریمہ کے فوراً بعد مقتدی بھی تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز میں شامل ہوجائے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ٤/٣٧، فتاوی دار العلوم دیوبند ٣/٥٠، شامی زکریا ١/٥٢٦، حاشیة الطحطاوي علی المراقي ٢٥٧-٢٥٨)

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا؟

امام کا محراب کے اندر اس طرح کھڑا ہونا کہ دونوں قدم محراب میں داخل ہوں، یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے، البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں، نیز نمازیوں کی بھیڑ اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کو مجبوراً محراب کے اندر کھڑے ہونے کی نوبت آئے تو مکروہ نہیں۔

(مراقی الفلاح ١٩٨، حاشیة الطحطاوی ٣٦٠ دار الکتاب دیوبند، شامی زکریا ٢/٤١٤)

منہ ڈھانک کر نماز پڑھنا؟

بلا ضرورتِ شرعیہ منہ ڈھانک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ جمائی روکنے کے لئے منہ ڈھانکنا مکروہ نہیں۔ (مستفاداز:بدائع الصنائع زكريا ١/ ٥٠٦، مشكاة المصابيح ص:٧٣)

نماز میں پیشانی سے مٹی جھاڑنا؟

نماز کی حالت میں پیشانی سے مٹی جھاڑنا مکروہ ہے، جب کہ نہ جھاڑنے میں کوئی حرج نہ ہو۔ (طحطاوي على المراقي ٣٦٣ دار الكتاب)

کچی پیاز کھا کر مسجد آنا؟

پیاز، لہسن اور بدبودار چیز کھانے کے بعد منہ کی بدبو دور کئے بغیر مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر پیاز، لہسن وغیرہ پکا کر کھایا جائے تو پھر مکروہ نہیں ہے، کیوں کہ اس کی بدبو پکانے سے ختم ہوجاتی ہے۔ (مستفاداز: شامی زکریا۲/ ۴۳۵، عمدة القاري۶/ ۱۴۶ بیروت، تحفۃ الالمعی ۵/ ۱۵۴، قاموس الفقہ ۲/ ۳۱۸-۳۱۹)

بیڑی، سگریٹ وغیرہ پی کر نماز پڑھنا؟

بیڑی یا سگریٹ پی کر، یا تمبا کو وغیرہ کھا کر منہ صاف کئے بغیر بدبو کی حالت میں مسجد جانا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مستفاداز: تحفۃ الالمعی ۵/ ۱۵۴، کتاب النوازل ۱۶/ ۱۴۷)

امام مختصر نماز پڑھائے یا لمبی؟

اما جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہئے لمبی پڑھے، لیکن جب امامت کرائے تو کمزوروں اور بوڑھوں کی رعایت کر کے لوگوں کو مختصر نماز پڑھائے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سنت طریقہ کو ترک کردے بلکہ رکوع، سجدہ، قومہ، جلسہ اور قراءت سب میں مسنون طریقہ کا لحاظ رکھے، الا یہ کہ کبھی کوئی سخت مجبوری ہو تو مزید تخفیف کی جاسکتی ہے، مسنون قراءت کے تعلق سے بکثرت تساہل پایا جا رہا ہے جو لائقِ اصلاح اور قابلِ ترک ہے، آپ ﷺ کی نماز باجماعت پوری طرح مکمل اور تام ہونے کے باوجود سُبک (ہلکی) ہوتی تھی اور سبک سے مراد یہ

ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد سے زیادہ نہ تو قراءت فرماتے تھے اور نہ تسبیحات پڑھتے تھے اور قراءت میں بے محل شد و مد نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی قراءت بے تکلف ہوتی تھی اور اس قراءت کی خاصیت یہ ہوتی کہ اگر طویل بھی ہوتی تو لوگوں کو سُبک معلوم ہوتی تھی۔

(مستفاد از: مظاہر حق جدید ۲/۱۱۱، شامی زکریا ۲/۲۰۵، آپ کے مسائل اور ان کا حل کراچی ۲/۲۵۱)

''مظاہر حق'' میں ہے کہ آج کل کے اماموں کا جو حال ہے وہ تو اس کے برعکس دکھائی دیتا ہے، وہ جب امامت کرتے ہیں تو بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھتے ہیں تو بس اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں جس سے نماز درست ہو جائے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۱۴)

کسی نے غلطی سے پہلی رکعت میں سورۂ ناس پڑھ دی؟

پہلی رکعت میں غلطی سے ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھ لی تو دوسری رکعت میں بھی اسی سورت کو پڑھے۔ (شامی زکریا ۲/۲۶۸)

پہلی رکعت میں سورۂ ناس شروع کر کے چھوڑنا؟

اگر کسی نے غلطی سے پہلی رکعت میں ''سورۂ ناس'' شروع کر دی، پھر فوراً ہی اس کو چھوڑ کر ''سورۂ فلق'' شروع کر دی تو اس کا یہ عمل مکروہ ہے، اس کو چاہئے یہ تھا کہ ''سورۂ ناس'' شروع کرنے کے بعد اس کو پوری کر کے دوسری رکعت میں بھی یہی سورت پڑھتا۔ (احسن الفتاوی ۳/۴۴۳، فتح القدیر اشرفیہ ۱/۳۵۲)

دوسری رکعت میں اوپر کی سورہ شروع کر کے چھوڑنا؟

کسی نے پہلی رکعت میں ''تَبَّتْ یَدَا'' پڑھی اور دوسری میں ''إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ'' شروع کر دی، پھر فوراً ہی اس کو چھوڑ کر ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ'' پڑھ لی تو ایسا کرنا مکروہ ہے، اس کو ''إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ'' ہی کی تلاوت کرنی چاہئے تھی۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۳/۴۴۳)

عذر کی وجہ سے ایک سورہ سے دوسری سورہ کی طرف منتقل ہونا؟

بلا عذر ایک سورہ شروع کرنے کے بعد دوسری سورہ کی طرف منتقل ہونا مکروہ ہے، لیکن اگر

عذر کی وجہ سے ہے تو مکروہ نہیں، مثلاً ایک سورہ شروع کرنے کے بعد بھول گیا آگے کچھ یاد نہ آسکا تو دوسری سورہ شروع کردی تو ایسا کرنا بلا کراہت درست ہے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/ ۵۳۵)

امام کا آنے والے کے لئے قراءت یا رکوع کا لمبا کرنا

اگر امام نے کسی آنے والے نمازی کو پہچان لیا اور اس کی خاطر قراءت یا رکوع وغیرہ لمبا کیا تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر بغیر پہچانے لمبا کیا تو کوئی قباحت نہیں، لیکن اتنا زیادہ لمبا نہ کرے کہ نمازی اکتا جائیں اور لوگوں کو پریشانی ہو۔ (درمختار مع شامی زکریا ۲/ ۱۹۸، احسن الفتاوی ۳/ ۳۱۴)

نماز کی حالت میں سامنے لگے ہوئے کتبہ یا اشتہار کو پڑھنا؟

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ یا اشتہار لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی، جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی، البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۹۷، طحطاوی ۳۴۱ دیوبند)

نماز میں گھڑی دیکھنا؟

قصداً نماز میں گھڑی سے وقت دیکھنا مکروہ ہے، لیکن مفسدِ نماز نہیں ہے۔ (خیر الفتاوی ۲/ ۴۲۴، کتاب الفتاوی ۲/ ۲۳۰)

کسی آدمی کے چہرہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا؟

کسی آدمی کے چہرہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۱/ ۵۲)

آدھی آستین والا کرتا پہن کر، یا کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا؟

آدھی آستین والا کرتا پہن کر، یا کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر آستین کہنی تک نہیں چڑھی ہوئی ہے بلکہ اس سے کم ہے تو اس حالت میں نماز پڑھنا بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ بلا ضرورت آستین چڑھا کر نماز نہ پڑھی جائے۔ (شامی زکریا ۲/ ۴۰۶ وفتاوی عثمانی مع حاشیہ ۱/ ۴۶۳ نعیمہ دیوبند)

آستین چڑھی ہونے کی حالت میں جماعت میں شامل ہوگیا تو کیا کرے؟

اگر وضو کے وقت آستین چڑھائی ہوئی تھی اور جماعت میں شامل ہونے کے لئے جلدی میں آستین چڑھی ہوئی رہ گئی تو نماز کے دوران ایک ہاتھ سے تھوڑی تھوڑی نیچے سرکا تا رہے، کچھ قیام میں، کچھ رکوع میں، کچھ قومہ میں، کچھ سجدہ میں اور کچھ جلسہ میں، مگر اس کے لئے دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے ورنہ عملِ کثیر ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہوجائے گی۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۵۳-۵۴)

آنکھ بند کر کے نماز پڑھنا؟

آنکھ بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع اور عاجزی زیادہ ہوتی ہو اور دل خوب لگتا ہو تو مکروہ نہیں ہے، تاہم آنکھ کھلی رکھ کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے، کیوں کہ سجدہ کی جگہ کو دیکھنا مسنون ہے اور آنکھ کو بند کرنے کی صورت میں یہ سنت ترک ہوجاتی ہے۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱/۶۰)

نماز میں انگلیاں چٹخانہ؟

دورانِ نماز انگلیاں چٹخانہ مکروہ تحریمی ہے۔ (یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے)۔ (شامی زکریا ۲/۴۰۹)

نماز کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالنا؟

نماز کی حالت میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی زکریا ۲/۴۰۹)

دو سورتوں کے درمیان جان بوجھ کر ایک چھوٹی سورت کا چھوڑنا؟

فرض نماز میں قصداً دو سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کا چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے، مثلاً پہلی رکعت میں "أَرَأَيْتَ الَّذِيْ" اور دوسری رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" پڑھنا مکروہ ہے اور اگر درمیان میں بڑی سورت چھوڑ دی تو مکروہ نہیں اور بڑی سورت سے

مراد ''سورۂ بقرہ'' سے ''سورۂ لَمْ یَکُن'' تک ہے اور نفل نمازوں میں مطلقاً کوئی کراہت نہیں ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۶۹، فتاوی دار العلوم ۲/ ۲۴۰)

پہلی رکعت میں چھوٹی سورت پڑھنا اور دوسری میں بڑی؟

چھوٹی سورتوں میں اگر پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی سورت کے مقابلہ میں دوسری رکعت کی سورت تین آیتیں یا اس سے زیادہ بڑی ہے تو ایسی صورت میں اس طرح پڑھنا مکروہ ہوگا اور اگر دو ایک آیتوں کا فرق ہو تو کراہت نہ ہوگی۔ (کتاب النوازل ۳/ ۵۷۵، شامی زکریا ۲/ ۲۶۳)

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے جماعت کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر اس نے دو رکعت پوری نہیں کی ہے تو فوراً نماز نہ توڑے، بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہو جائے۔

(۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو چکا تھا مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا تو لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

(۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تھا تو اب چوتھی رکعت پوری کر کے ہی جماعت میں شریک ہو۔ (کتاب المسائل ۱/ ۴۱۸_۴۱۹)

جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں فجر کی سنت پڑھنے کا حکم؟

کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ فجر کی جماعت شروع ہو چکی ہے اور اس نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی ہے تو اگر اسے ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو الگ جگہ پر سنت پڑھے پھر جماعت میں شامل ہو جائے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر سنت پڑھنے کے بعد امام کے ساتھ قعدہ مل جانے کی امید ہو تو بھی سنت نہ چھوڑے بلکہ پڑھ کر امام کے ساتھ قعدہ میں شامل ہو جائے، لیکن یہ سنت گھر نزدیک ہو تو گھر آکر پڑھے، یا مسجد سے خارج دروازہ پر پڑھے، اگر دروازہ پر جگہ نہ ہو تو مسجد کے دوسرے حصہ میں سنت ادا کرے یعنی جماعت خانہ میں جماعت ہو رہی ہو تو صحن میں پڑھے، اگر صحن میں جماعت ہو رہی ہو تو جماعت خانہ میں یا

حوض پر پڑھے، اگر مسجد کا ایک ہی حصہ ہو تو اس حصہ میں کھمبے وغیرہ کی آڑ میں پڑھے، اگر کھمبے وغیرہ کی آڑ نہ ہو تو سنت چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے، اس لئے کہ صف کے ساتھ یا صف کے پیچھے بغیر آڑ کے سنت پڑھنا سخت مکروہ ہے، پھر اسی دن اشراق کے وقت سے لے کر زوال سے پہلے پہلے کسی بھی وقت قضا کی نیت سے پڑھ لے، اگر زوال تک نہیں پڑھا تو پھر بعد میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/۱۳۵، شامی زکریا ۲/۵۱۱)

فجر کی سنت چھوٹ جائے تو کب پڑھے؟

فجر کی سنت فرض کے ساتھ قضا ہو جائے تو اگر زوال سے پہلے پڑھنا چاہتا ہے تو فرض کے تابع ہو کر اس کی بھی قضا کی جائے گی اور زوال کے بعد پڑھ رہا ہے تو صرف فرض کی قضا کی جائے گی، سنت کی نہیں۔

اور اگر کسی شخص کی صرف فجر کی سنت رہ گئی ہے، فرض پڑھ چکا ہے تو اس کی قضا نہیں ہے، مگر امام محمدؒ کے نزدیک سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لینا بہتر ہے، لہذا پڑھ لینا چاہئے۔ (میرے مدنی آقا ﷺ کی نماز ۸۹، نجم الفتاوی ۲/۲۵۶)

ظہر اور جمعہ سے پہلے والی سنتیں چھوٹ گئیں تو کب پڑھے؟

اگر کوئی شخص ظہر اور جمعہ کی سنتیں پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو فرض کے بعد پڑھ لے۔
(البحر الرائق زکریا ۲/۱۳۲)

نمازِ وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز فاسد ہوگئی تھی

اگر عشاء کی فرض، سنت اور وتر پڑھنے کے بعد عشاء کے وقت کے اندر ہی معلوم ہوا کہ صرف عشاء کی چار رکعت کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تھی تو ایسی صورت میں عشاء کی چار رکعت فرض کے ساتھ سنتوں کو بھی دوبارہ پڑھنا ضروری ہے، البتہ وتر دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر عشاء کا وقت نکل جانے کے بعد معلوم ہوا کہ عشاء کی چار رکعت فرض نماز فاسد ہوگئی تھی تو ایسی صورت میں صرف چار رکعت فرض کو دوبارہ پڑھنا

ضروری ہے، وتر اور سنتوں کو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے، یہی مفتیٰ بہ اور صحیح ترین قول ہے۔ (مستفاداز: فتاوی قاسمیہ ۸/ ۱۳۵۔۱۳۶ وفتاوی فریدیہ)

فجر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھنا؟

فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پہلے تک قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔

(مستفاداز: کتاب النوازل ۳/ ۲۶۶، الفتاوی الہندیہ زکریا ۱/ ۵۳)

نماز میں کندھوں پر چادر ڈال کر اس کے سرے کو دونوں طرف چھوڑ دینا؟

نماز کے دوران سر یا دونوں کندھوں پر چادر یا رومال ڈال کر اس کے سرے کو دونوں طرف چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۴۰۵)

نماز میں چادر وغیرہ کندھے سے گر جائے تو اس کو صحیح کرنا؟

اگر نماز کی حالت میں چادر وغیرہ مثلاً بائیں کندھے سے گر جائے تو اس کو داہنے ہاتھ سے بائیں کندھے پر ڈال لینا چاہئے، چوں کہ کپڑے کا لٹکنا نماز میں تشویش کا باعث ہے اور ازالۂ مشوش کے لئے ایک یا دوبار ہاتھ ہلانا درست ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۴۳۶)

پلاسٹک اور چٹائیوں کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا؟

پلاسٹک اور چٹائیوں کی ٹوپیاں لوگوں کے پسندیدہ لباس میں سے نہیں ہیں، اسی وجہ سے معزز مجلس اور باوقار مجمع میں ان کو اوڑھ کر جانا کوئی گوارا نہیں کرتا، لہذا ایسا ناپسندیدہ طریقہ اختیار کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، اچھے اور باوقار لباس میں نماز ادا کرنی چاہئے۔ (کتاب النوازل ۴/ ۹۱۔۹۲)

نمازی کے سر سے ٹوپی گر گئی تو دوسرے شخص کا اُس کے سر پر رکھنا؟

دوسرا آدمی اس کے سر پر ٹوپی رکھ سکتا ہے، معمولی ہاتھ کی حرکت سے خود بھی رکھ سکتا ہے، اگر ٹوپی سر پر نہ رکھی اور بغیر ٹوپی کے نماز پڑھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(فتاوی محمودیہ اشرفیہ ۶/ ۶۶۲)

نماز میں ایک ہاتھ سے ٹوپی سر پر رکھنا؟

نماز میں ٹوپی سر سے گر گئی تو اس کو اٹھا کر ایک ہاتھ سے سر پر رکھنا افضل ہے، مگر اس صورت میں جب کہ اس کے لئے عملِ کثیر کی ضرورت نہ پڑے، ورنہ نہیں رکھنا چاہئے۔

(مستفاد از: عمدۃ الفقہ ۲/۲۶۷)

نماز میں دونوں ہاتھوں سے ٹوپی سر پر رکھنا؟

اگر سجدہ کی حالت میں کسی شخص کی ٹوپی سر سے گر گئی اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کو سر پر رکھا تو اگر وہ ٹوپی ایسی ہے جو عادۃً ایک ہاتھ سے سر پر رکھی جاتی ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسی ٹوپی ہے جو عادۃً دونوں ہاتھوں سے سر پر رکھی جاتی ہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیوں کہ یہ عملِ کثیر ہے اور اگر ایک ہاتھ سے رکھا تو نماز میں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ (احسن الفتاوی ۳/۴۲۰)

عملِ کثیر کی تعریف

عملِ کثیر کی مقدار کی تعیین کے بارے میں علما وفقہا نے متعدد اقوال نقل فرمائے ہیں، ان میں سے راجح اور مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ نمازی نماز کی حالت میں اس طرح عمل کرے کہ دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہ شاید نماز میں نہیں ہے، نماز سے باہر ہے۔ (فتاوی قاسمیہ ۹/۴۴۲)

ننگے سر نماز پڑھنا؟

بلا کسی عذر (بیماری، سر پر چوٹ یا زخم وغیرہ) کے محض سستی اور غفلت کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (کتاب النوازل ۴/۸۶، شامی زکریا ۲/۴۰۷)

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصہ سے کھیلنا؟

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصہ سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگائے رہنا مکروہ تحریمی ہے، (مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین

یا رومال کی ہیئت درست کرتے ہیں رہتے ہیں، اسی طرح دورانِ نماز بدن کے کسی حصے کو رگڑنا یا ناخون چھیلنا، یا ناک کریدنا یہ سب فعلِ عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں)۔

(کتاب المسائل ۱/ ۳۶۹ شامی زکریا ۲/ ۴۰۶)

نمازی کا نماز کی حالت میں اپنا کرتہ درست کرنا؟

مفتی رشید احمد صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''کرتہ درست کرنے کی ضرورت عموماً دو وجہ سے پیش آتی ہے:

ایک یہ کہ کرتہ کمر بند کے اوپر اٹک جاتا ہے، جو بعض طبائع کے لئے مشوش اور خشوع میں مخل ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگوں کی سرین کے اندر کرتہ اٹک جاتا ہے، کسی ایسی ضرورت کی وجہ سے کرتے کو کھینچ کر درست کرنے میں کوئی کراہت نہیں، البتہ اس کے لئے ایک ہاتھ کافی ہے، دوسرا ہاتھ استعمال کرنا مکروہ ہے، اور بلا ضرورت ایک ہاتھ کا استعمال بھی مکروہ تحریمی ہے، اور ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے''۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۴۳۶)

نماز میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ ڈاڑھی پر پھیرنے سے بچنا چاہئے اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔ (ہندیہ زکریا ۱/ ۶۴) اور بار بار پھیرنے کی وجہ سے عملِ کثیر ہوجانے کی صورت میں نماز فاسد ہوسکتی ہے۔ (رد المحتار کراچی ۱/ ۶۲۵)

امامت کا حق دار کون ہے؟

امامت کا صحیح حقدار وہ ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل کو زیادہ جانتا ہو، قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ (الدر المختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲۹۴)

امامت بڑی ذمہ داری کا کام ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: '' اَلإِمَامُ ضَامِنٌ ''۔ [ترمذی، ابوداؤد] یعنی امام

ضامن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ امامت کرنے والا اپنے مقتدیوں کی نماز کا کفیل اور صحت وفساد کے اعتبار سے ذمہ دار ہوتا ہے۔ (عمدة القاري للعيني، مرقاة المفاتيح للقاري)

حضرت ابوعلی ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عقبہ بن عامرؓ کے ساتھ سمندری سفر میں تھے پھر کسی نماز کا وقت ہوگیا تو ہم نے حضرت عقبہؓ سے درخواست کی کہ آپ نماز پڑھادیں کیوں کہ آپ صحابیِ رسول ہیں اس لئے امامت کے زیادہ حقدار ہیں، انہوں نے نماز پڑھانے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: "مَنْ أَمَّ النَّاسَ فَأَصَابَ فَالصَّلاةُ لَه ولَهُمْ، ومَنْ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ فَعَلَيْهِ ولَا عَلَيْهِمْ" یعنی جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور ٹھیک ٹھیک امامت کرے تو وہ نماز امام اور مقتدی دونوں کے حق میں مفید ہے اور جس نے امامت کے حق میں کوتاہی کی اس کا وبال سب اسی پر ہے، مقتدیوں پر نہیں۔ (ابوداؤد ۱/۸۶، ابن ماجہ ۶۹)

غیر متدین ائمہ پر رسول اللہ ﷺ کی لعنت

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ تین لوگوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے جس میں سے ایک شخص وہ بھی ہے جو کسی قوم کی امامت کرائے جب کہ وہ لوگ اس کو ناپسند کررہے ہوں، حدیث کے الفاظ ہیں: رَجُلٌ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَه كَارِهُوْنَ. [ترمذی]

وضاحت: علامہ ابن ملکؒ کا کہنا ہے کہ جب مقتدیوں کی ناپسندیدگی کی وجہ امام کی بدعت، یا فسق وفجور یا ناواقفیت وجہالت ہو تو اس صورت میں اس لعنت کا مستحق ہوگا، لیکن اگر دنیوی کسی معاملہ کی وجہ سے آپسی رنجش کی بنا پر ناپسندیدگی ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔

[شرح المصابيح لابن المَلَكؒ ۲/۱۱۹ رقم: ۸۰٤]

ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ: ایسے امام کی نماز اس کے سر سے ایک بالشت اوپر نہیں چڑھتی (بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوتی) جس کو لوگ ناپسند کرتے ہوں۔

علما لکھتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ اکثر علما حضرات اس کو ناپسند کرتے ہوں اس کے فسق وفجور اور دینی تساہلی وسستی کی وجہ سے، لہٰذا ایک دو لوگوں کی ناپسندیدگی کا اعتبار نہیں

ہے، اسی طرح بے پڑھے لکھے لوگوں کا بھی اعتبار نہیں ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ۸۶۶/۳ رقم: ۱۱۲۳)

ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت؟

ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرنا حرام ہے، بلکہ یہ دوسرے گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہے، اس لئے کہ اس کے علانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دینِ اسلام کی کھلی توہین وتنقیص ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا اظہار واعلان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں مگر ڈاڑھی کٹانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا رہتا ہے، سورہا ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے، یہاں تک کہ نماز، روزہ، حج اور عمرہ جیسی عظیم عبادتوں میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں مبتلا ہے، قوم لوط پر عذاب آنے کے اسباب میں سے ایک سبب ڈاڑھی کٹانا بھی ہے۔ الغرض ڈاڑھی کٹانے والا، یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۲/ ۲۸۸-۲۸۹، کتاب النوازل ۴/ ۳۴۱)

ڈاڑھی کٹانے سے توبہ کر لینے کے بعد فوراً امامت درست نہیں

سوال: ایک حافظ صاحب ڈاڑھی کترواتے تھے، اب انہوں نے اس برے عمل سے توبہ کرلی ہے اور ڈاڑھی کتروانا چھوڑ دیا ہے، تو کیا ان کے پیچھے فرض نماز یا تراویح درست ہوگی؟

جواب: جب تک مذکورہ حافظ صاحب کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق ایک مشت نہ ہوجائے اس وقت تک ان کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی رہے گی، کیوں کہ توبہ اور صلاح کا اثر ابھی ان پر ظاہر نہیں ہوا، دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو ان کی توبہ کا علم نہیں ان کو مغالطہ ہوگا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ فاسق نماز پڑھا رہا ہے۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۳/ ۲۶۲، کتاب النوازل ۴/ ۳۴۹)

تراویح میں ڈاڑھی کٹانے والے حافظ کی امامت؟

ڈاڑھی کتروانے والے حافظ کے پیچھے نماز خواہ تراویح ہی کیوں نہ ہو مکروہ تحریمی ہے، تراویح اور فرض نمازوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۱۹۹، فتاوی عثمانی ۱/ ۴۲۸)

نابالغ بچہ کا تراویح میں امام بننا؟

نابالغ بچہ تراویح یا کسی بھی نماز میں بالغ لوگوں کی امامت نہیں کراسکتا، اگر چہ وہ قریب البلوغ ہی کیوں نہ، البتہ اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی کوئی علامت نظر آجائے تو وہ بالغ ہے، ورنہ پندرہ سال کا ہونا ضروری ہے، ہاں نابالغ کے پیچھے نابالغ کی نماز درست ہوجاتی ہے، البتہ اگر کوئی ایسا نابالغ جو بالغ ہونے کے قریب ہے تو وہ بالغ امام کا سامع (سننے والا) بن سکتا ہے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۵/۵۱، ہدایہ ۱/۱۲۳-۱۲۴، ہندیہ ۱/ ۸۵و۹۹)

صرف نابالغ بچے مقتدی ہوں تب بھی جماعت کرائی جائے

مسجد میں جماعت کا وقت ہوگیا ہو اور مسجد میں امام صاحب کے علاوہ صرف دس بارہ سال کے بچے ہوں تب بھی امام صاحب نابالغ بچوں کی صف بنا کر ان کو جماعت سے نماز پڑھائیں۔ (خیر الفتاوی ۲/ ۳۸۹-۳۹۰)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت؟

انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل ۱/ ۴۰۹)

عصر کے بعد سجدۂ تلاوت، نفل نماز، قضا نماز اور نمازِ جنازہ ادا کرنا؟

عصر کے بعد کوئی نفل نماز پڑھنی جائز نہیں، البتہ سورج میں تغیر آنے سے پہلے تک سجدۂ تلاوت، نمازِ جنازہ اور قضا نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، لیکن سورج پیلا ہوجانے کے بعد اس دن کی عصر کے علاوہ کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر اسی وقت سجدۂ تلاوت واجب ہو، یا جنازہ حاضر ہو تو قبل غروب بھی ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ (کتاب النوازل ۳/ ۲۴۸و۲۶۳)

سورج ڈوبنے کے وقت اُسی دن کی عصر پڑھنا؟

جب سورج میں سرخی آجائے تو اگر کوئی شخص اسی دن کی عصر کی نماز اس وقت میں پڑھ لے تو ادا ہوجائے گی، یہاں تک کہ اگر عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے سورج ڈوب جائے تو بھی عصر کی نماز صحیح ہوجائے گی، اعادہ لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/ ۲۶۴)

اوقاتِ مکروہہ میں پڑھی گئی نماز کا حکم؟

اوقاتِ مکروہہ (طلوع، غروب اور زوال) میں نماز پڑھنا منع ہے، البتہ اگر کوئی شخص ان اوقات میں نفل نماز پڑھ لے تو اس کی نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے، لیکن اگر فرض یا واجب نماز پڑھے تو ادا نہیں ہوگی۔ (کتاب النوازل ۳/۲۷۰)

مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرنا؟

اگر لوگ نماز، تلاوت، وظائف وغیرہ میں مشغول نہ ہوں تو مسجد میں داخل ہوتے وقت ان کو سلام کرنا بہتر ہے، اور اگر لوگ ان امور میں مشغول ہوں یا مسجد میں کوئی نہ ہو تو مسجد میں داخل ہوتے وقت یوں سلام کرے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ"۔ (الدر المختار مع الشامي کراچی ۶/۴۱۶)

ناپاک زمین پر کپڑا، یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھنا؟

اگر ناپاک تر یا خشک زمین پر ایسا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک بچھا کر نماز پڑھیں جس سے نجاست کا اثر اوپر ظاہر نہ ہو، تو نماز درست ہو جائے گی۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/۴۰۴، درمختار مع الشامی زکریا ۲/۳۸۷)

الکحل ملا ہوا سینٹ اور پرفیوم لگا کر نماز پڑھنا؟

بہتر یہ ہے کہ ایسا عطر استعمال کیا جائے جس میں الکحل ملا ہوا نہ ہو، موجودہ دور میں جو سینٹ استعمال ہوتے ہیں ان میں شامل ہونے والا الکحل بہت معمولی درجہ کا ہوتا ہے، اس کا خارجی استعمال منع نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی اس طرح کا سینٹ لگا لے تو اسے ناپاک نہیں قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح پرفیوم میں استعمال ہونے والا الکحل عموماً معمولی چیزوں کا تیار کیا ہوا ہوتا ہے، انگور یا کھجور کا نہیں ہوتا، اس لئے اس کا خارجی استعمال جائز ہے۔ (مستفاد از: احسن الفتاوی ۸/۴۸۸، کتاب النوازل ۵/۵۷۳۔۵۷۴)

اخبار بچھا کر نماز پڑھنا؟

اگر سفر میں پاک کپڑا میسر نہ ہو تو بلا تصویر والے اخبارات بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے، اس لئے کہ اخبارات کی نجاست کا یقین نہیں ہے۔ (کتاب النوازل ۳/ ۴۰۵)

امام کے پیچھے مؤذن کی جگہ متعین کرنا؟

مسجد میں کسی کے لئے بھی جگہ متعین کرنا جائز نہیں، مؤذن اگر امام کے پیچھے رہنا چاہتا ہے تو دوسرے نمازیوں سے پہلے آجائے ورنہ جہاں بھی جگہ ملے وہیں اقامت کہہ دے، اقامت کے لئے صفِ اول یا امام کے پیچھے کوئی قید نہیں۔ (احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۵)

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا؟

اگر بدعتی امام نبی کریم ﷺ کو اللہ رب العزت کے مانند ہر جگہ حاضر وناظر، عالم الغیب اور مختار کل سمجھتا ہے تو یہ شرکیہ عقائد ہیں، ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، پڑھنے کی صورت میں لوٹانا واجب ہے۔

اور اگر بدعتی امام موحد ہے، شرکیہ عقائد نہیں رکھتا ہے، صرف تیجہ، چالیسواں وغیرہ جیسی بدعات میں مبتلا ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، صحیح عقیدہ والا امام مل جائے تو بدعتی امام کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر صحیح عقیدہ والا امام نہ ملے تو مجبوراً ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے، جماعت نہ چھوڑے، ایسی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ متقی و پرہیز گار امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے اس بدعتی کے پیچھے پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملے گا۔ (الدر المختار مع الشامي کراچی ۱/ ۵۵۹۔۵۶۲، البحر الرائق کراچی ۱/ ۳۴۹، حلبی کبیر لاہور ۵۱۴۔۵۱۵، احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۰)

بریلوی مسجد میں نماز پڑھانے کا اتفاق ہو تو ان کے طریقوں پر عمل کرنا؟

تکبیر کے وقت باقاعدہ مصلیٰ پر بیٹھنا (جیسا کہ بریلوی ائمہ بیٹھتے ہیں) اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پر کھڑا ہونا، اسی طرح (فجر کی) نماز کے بعد سلام کے وقت کھڑے ہونے کا التزام

(جیسا کہ بریلوی حضرات کرتے ہیں) حدیث سے ثابت نہیں ہے، لہذا کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو حدیث کے خلاف ہو اور جو لوگ فساد کریں، انہیں حکمتِ عملی سے سمجھایا جائے۔

(مستفاد از: کتاب النوازل ۳/۲۷۵)

اہلِ حدیث (غیر مقلد) امام کے پیچھے نماز پڑھنا؟

مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”غیر مقلدین میں سے جو شخص معتدل مزاج ہو اور دیانت دارانہ طور پر کسی حدیث پر عمل کرنے کا معمول رکھتا ہو اور ائمہ اربعہ وسلف صالحین کے بارے میں بدزبانی نہ کرتا ہو تو ایسے غیر مقلد کی اقتدا میں نماز درست ہے، لیکن جو شخص بدزبان اور فتین ہو اس کی اقتدا میں نماز مکروہ ہوگی اور بعض صورتوں میں فاسد بھی ہوسکتی ہے“۔

نیز ایک دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ”اگر غیر مقلد متشدد نہ ہو اور مسائلِ طہارت میں احتیاط برتتا ہو تو اس کے پیچھے ادا کی گئی نماز درست ہے“۔ (کتاب النوازل ۴/۲۸۱-۲۸۲)

سنتوں کے لئے جگہ بدلنا؟

فرض نماز سے فارغ ہو کر امام اور مقتدی دونوں کے لئے جگہ بدل لینا مستحب ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۳۴۴)

امام کا مصلیٰ ہی پر سنتیں پڑھنا؟

اگر مسجد میں جگہ تنگ نہیں ہے تو امام کا مصلیٰ پر سنتیں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر جگہ تنگ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۱۴)

سلام پھیرنے کے بعد صف سے کھسک کر بیٹھنا؟

بعض جگہ طلبہ اور اساتذہ جماعت کی نماز میں ایک صف میں شریک رہتے ہیں، جب امام سلام پھیرتا ہے تو جو طالب علم استاذ کے پاس ہوتا ہے وہ ادباً پیچھے کھسک کر بیٹھتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے، اسی طرح استاذ کے برابر میں بیٹھے رہنا بھی درست ہے، اس طرح بعض

مقتدی امام کے سلام کے بعد صف سے آگے پیچھے ذرا سرک کر قبلہ رو بیٹھ کر تسبیح پوری کرتے ہیں پھر امام کے ساتھ دعا میں شریک ہوتے ہیں، یہ بھی جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔

(نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۳/ ۶۵، و۶۹)

ستونوں کے درمیان کھڑے ہوکر جماعت سے نماز پڑھنا

بلاضرورت ستونوں کے درمیان کھڑے ہوکر جماعت کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر نماز پڑھنے سے نماز ہوجاتی ہے اور جماعت کا ثواب بھی مل جاتا ہے، اور اگر دوستونوں کے درمیان ایک سے زائد افراد کے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی گنجائش ہے تو پھر (مسجد کے بقیہ حصہ میں) جگہ کی تنگی کی صورت میں چند افراد کے (ستونوں کے درمیان) کھڑے ہوکر جماعت کی نماز پڑھنے سے نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۲/ ۳۶۳ بحوالہ شامی ۱/ ۵۶۸، مبسوط ۲/ ۳۵)

ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانا؟

حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال کا ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے۔ (ابوداود)

اور سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث میں ناسمجھ بچوں کو مسجد میں لانے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اس لئے ناسمجھ بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے۔

ٹرین یا بس میں نہ پانی میسر ہو نہ رکوع اور قیام کی گنجائش ہو تو کیا کرے؟

اگر ٹرین میں پانی نہ ہو اور رکوع اور سجود کی بھی بھیڑ کی وجہ سے گنجائش نہ ہو اور یہ بھی توقع نہ ہو کہ وقت کے اندر اندر کسی اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی میسر آجائے گا اور نماز کے لئے جگہ بھی مل جائے گی تو تیمّم کرکے اشارہ سے نماز پڑھ لی جائے پھر پانی اور جگہ ملنے پر وضو کرکے پورے طریقہ پر دوبارہ نماز پڑھ لی جائے۔ (فتاوی محمودیہ اشرفیہ ۷/ ۵۳۱)

بس کا مسافر کس طرح نماز پڑھے؟

اگر کوئی شخص بس میں سفر کررہا ہو، اسی درمیان نماز کا وقت آجائے اور بس رکنے کا نام نہ

لے، وضواور تیمم کی بھی کوئی شکل نہ ہواور قبلہ کی طرف رخ بھی نہ کر سکے تو ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نمازیوں کی مشابہت اختیار کرلے اور پھر بعد میں موقع ملنے پر اس نماز کی قضا کرے۔ (مستفاد از: کتاب المسائل ۱/۲۹۹)

ٹرین میں بھیڑ کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کرنا؟

نماز میں قیام فرض ہے، شرعی عذر کے بغیر اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے ریل گاڑی میں اگر سخت بھیڑ ہے تو نماز پڑھنے سے پہلے مسافروں سے نماز پڑھنے کے لئے جگہ مانگی جائے، اگر مل جائے تو بہتر ہے، ورنہ بیٹھ کر نماز ادا کرلی جائے اور بعد میں اس کا اعادہ کرلے، البتہ اگر سر چکرانے یا گر جانے کے خطرہ ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا کی تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ (نماز کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۲/۳۴۲، کتاب النوازل ۵/۴۶۴-۴۶۵)

تنبیہ: بعض لوگ ٹرین کے سفر میں بلا عذر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی۔ (کتاب المسائل ۱/۲۹۷)

ریل میں قیام اور قبلہ کا استقبال ضروری ہے؟

قیام اور استقبالِ قبلہ پر قدرت کے باجود ان دونوں میں سے کسی کو ترک کرنے سے نماز نہیں ہوگی، سفر میں ہو یا حضر میں، ریل میں یا جہاز میں سب کا یہی حکم ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۷/۵۳۲)

کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا؟

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اور پاؤں وغیرہ میں تکلیف کی وجہ سے زمین پر کسی طرح بیٹھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن جو شخص کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ سکتا ہو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا سخت مکروہ ہوگا، اسے زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہئے۔

تنبیہ: آج کل اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے، معمولی بہانے سے لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ (کتاب المسائل ۱/۵۷۹)

کرسی پر نماز پڑھنے والے کرسی کہاں رکھیں کہ صف سیدھی رہے؟

عذر کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں کرسی کا پچھلا پایا صف کی لکیر پر رکھا جائے، تاکہ صف سیدھی رہے، نیز اگر صف میں جگہ خالی رہنے کا خطرہ نہ ہو تو کرسی کو صف کے کسی ایک کنارہ پر رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد از: نماز کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا ۳/ ۳۱۸۔۳۱۹، کتاب النوازل ۵/۴۹۱)

کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا کھڑے ہو کر قراءت کرنا؟

جو شخص باقاعدہ سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے نماز میں قیام (کھڑے ہونے) کا فریضہ ساقط ہے، ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر اگرچہ نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۳/ ۵۴۹۔۵۵۰)

دورانِ نماز ٹرین کا رخ قبلہ سے پھر گیا تو کیا کرے؟

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر گیا تو نمازی بھی قبلہ کی طرف گھوم جائے اور اگر قبلہ کی طرف گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ (کتاب النوازل ۳/ ۴۴۳)

سفر میں سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر سفر میں سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو تحری کرنا فرض ہے، یعنی قبلہ کی تعیین میں غور وفکر اور علامات وقرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا لازم ہے۔

اگر تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا، دورانِ نماز ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے تو نماز ہی میں اس طرف گھوم جائے از سر نو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر نماز کے بعد قبلہ کے دوسری جانب ہونے کا علم ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوگئی، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بغیر تحری کے نماز شروع کی، فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ قبلہ رخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگئی اور اگر دورانِ نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ قبلہ کا رخ صحیح ہے یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور از سر نو پڑھنی ہوگی۔ (مستفاد از: کتاب النوازل ۱۲/ ۴۴۳۔۴۴۷، کتاب المسائل ۱/ ۲۸۳۔۲۸۵)

تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہوکر کہنے کی طاقت کے باوجود بیٹھ کر نماز شروع کرنا؟

ایسا بیمار شخص جو مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوسکتا ہے، جس قدر ہوسکے کھڑا رہے، یہاں تک کہ اگر کھڑے ہوکر تکبیر کہنے کی طاقت ہو تو تکبیر تحریمہ کھڑا ہوکر کہے پھر بیٹھ جائے، بعض بیمار کھڑے ہوسکتے ہیں پھر بھی بیٹھ کر تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۵ ۲۰_۲۱)

مسجد میں جا کر نماز پڑھنے میں قیام سے عاجزی؟

اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا، جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے، تو ایسے شخص کے لئے مسجد جانے کے بجائے گھر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (کتاب المسائل ۱/ ۵۶۹)

نماز کے دوران موبائل کی گھنٹی بند کرنا؟

نمازی کے لئے ضروری ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ہی موبائل بند کردے اور اس کا خاص خیال رکھے، لیکن اگر کسی وجہ سے بھول گیا اور نماز کے دوران گھنٹی بجنے لگی تو فوراً عملِ قلیل کے ذریعہ (ایک ہاتھ سے جیب میں رکھے ہوئے) موبائل کو بند کردینا چاہئے، کیوں کہ گھنٹی کا مسلسل بجتے رہنا دوسرے نمازیوں کی سخت ناگواری اور خلل کا باعث ہے، نیز خود اپنی نماز کے لئے بھی باعثِ خلل ہے، لیکن موبائل کی گھنٹی بجنے پر باقاعدہ جیب سے موبائل نکال کر بند کرنا، یا جیب سے موبائل نکال کر نمبر دیکھ کر سوئچ بند کرنا عملِ کثیر ہے (کیوں کہ اس طرح کرتا ہوا دیکھ کر دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ شاید یہ شخص نماز میں نہیں ہے) جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے عملِ کثیر سے بچنا ضروری ہے۔ (مستفاد از: فتاوی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ ۲/ ۳۳۳_۳۳۴، فتاوی قاسمیہ ۷/ ۶۲۴، ۹/ ۴۴۲، کتاب النوازل ۴/ ۱۸۹_۱۹۰)

مغرب کی نماز کا وقت کب تک رہتا ہے؟

حضرات صاحبینؒ (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے مذہب کے مطابق غروبِ آفتاب کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک تقریباً سوا یا ڈیڑھ گھنٹہ مہینوں کے فرق کے اعتبار سے مغرب کا وقت رہتا ہے، تاہم عام دنوں میں مغرب کی نماز اول وقت

میں پڑھنا مستحب ہے، بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

البتہ رمضان المبارک میں مغرب کی نماز دس پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاکہ روزہ دار حضرات اطمینان سے افطار سے فارغ ہوکر جماعت میں شریک ہوسکیں، بلکہ بعض علمانے ماہِ رمضان میں اذان اور نماز کے درمیان کم وبیش دس منٹ کا وقفہ دینا افضل لکھا ہے۔ (مستفاد از: فتاوی دار العلوم ۱/ ۴۶-۴۷، اکابر کا رمضان، ص: ۸، کتاب النوازل ۴/ ۲۵۱-۲۵۴)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع میں کتنا جھکے؟

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر اپنی پیٹھ اور سر تھوڑا جھکادے تو اس کا رکوع ادا ہو جائے گا، لیکن بہتر اور رکوع کا کمال یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا سر گھٹنوں کے سامنے آجائے، تاہم اس میں سرین کا اٹھانا ضروری نہیں ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۴۳۱، کتاب المسائل ۱/ ۳۰۵، خیر الفتاوی ۲/ ۲۵۴)

ووٹ کی نشانی کا حکم

ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے وہ چوں کہ تہہ دار نہیں ہوتی، اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل، وضو اور نماز درست ہے، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس کو چھڑانے کے وقت معمولی سی پرت اترتی ہے، اس لئے وہ وضو سے مانع ہوگی، لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ اس روشنائی کو جلد از جلد چھڑانے کی کوشش کی جائے، لیکن کوشش کے باوجود اگر چھوٹ نہ سکے تو اسی حالت میں غسل، وضو اور نماز درست ہوگی۔ (مستفاد از: کتاب المسائل ۱/ ۱۴۶)

تم الکتاب بحمد اللہ ومنّہ وکرمہ، وصلی اللہ علی رسولہ وبارک وسلّم

استدعا: راقم اور اس کے والدین کو دعاؤں میں یاد فرمالیا کریں۔

محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

مدرس مدرسہ مظہر العلوم بنارس

مؤلف کی علمی کاوشیں

(۱) "ريحانة الهند شيخ الحديث محمد زكريا الكاندهلوي حياته وخدماته في علوم الحديث". (عربی، مطبوع)

(۲) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے بخاری شریف کے درسی افادات کی ترتیب، تحقیق، توضیح وتشریح بنام: "سراج القاري لحل صحيح البخاري"، آٹھ جلدیں مع رفقائے کار (اردو، مطبوع)

(۳) اصلاحی باتیں سلسلہ نمبر: (۱۔۲۔۳) (اردو، مطبوع)

(۴) بریلویت سے توبہ کیوں؟ (اردو، مطبوع)

(۵) تحقیق وتحشیہ: "حیاتِ طاہر" مؤلفہ مولانا محمد عثمان صاحب عاصی معروفیؒ (اردو، مطبوع)

(۶) گستاخانِ رسول اور ہماری ذمہ داریاں (اردو، غیر مطبوع)

(۷) تعزیتی تقاریر (اردو، غیر مطبوع)

(۸) "أحسن الخطبات للإلقاء في الحفلات والجلسات" (عربی، غیر مطبوع)

(۹) تحقيق و جديد حاشيه: "نفحة العرب" مؤلفه شيخ الفقه والأدب مولانا إعزاز علي صاحب أمروهويؒ (عربي، غير مطبوع)

(۱۰) فاروق رضوی مہاراشٹری کے بیان کا تحقیقی جائزہ (اردو، غیر مطبوع)

(۱۱) تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائلِ نماز (کتابِ ھٰذا)

(۱۲) تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائلِ نماز (برائے خواتین) (غیر مطبوع)

توثیق وتائید

محدث جلیل و محقق نبیل حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب معروفی مدظلہ
استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ شانہ
حامداومصلیاومسلماوبعد!

''تکبیر تحریمہ سے سلام تک مع منتخب مسائل نماز'' مؤلفہ جناب مولانا شاکرعمیر معروفی قاسمی صاحب زید مجدہ استاذ جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ، نظر نواز ہوئی، کتاب کی معتبریت کی سند کے طور پر خود مصنف زید مجدہ کا نام نامی کافی ہے، سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ ہمارے علاقہ کے قدیم اور مرکزی ادارہ احیاء العلوم، مبارک پور، اعظم گڑھ، کے صدر مفتی حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ اور ناظم اعلیٰ مفتی محمد یاسر قاسمی صاحب زید مجدہ کی گراں قدر توثیقی تقریظات زینت کتاب ہیں۔

بندہ نے کتاب پر مختلف جگہوں سے نظر ڈالی، ماشاء اللہ کتاب اپنے نام کا مکمل مصداق ہے اور ہر مسئلہ مدلل اور بنیادی مآخذ و مصادر نیز فقہی کتابوں کے حوالوں سے مزین ہے، اختصار کے ساتھ جامعیت اور شستہ نگاری کو کتاب کا امتیاز کہا جاسکتا ہے، مولانا مؤلف زید مجدہ کے مضامین و مقالات اور متعدد تصانیف اس سے پہلے بھی طبع ہو کر شرف قبولیت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول حسن نصیب فرمائے اور اس کی افادیت کو عام مسلمانوں کے درمیان عام و تام فرمائے! فقط۔

عبداللہ معروفی
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
وارد حال جامعہ ام حبیبہ پورہ معروف
۳؍جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ، ۹؍فروری ۲۰۱۹ء